ٹیگور

آگہی

شوکت واسطی

ٹیگور

○

راگ کی آگ

گیتانجلی (بھجن بھینٹ)

کا منظوم ترجمہ

○

شوکتؔ واسطی

سنہ ۱۹۹۱ء اشاعت

○

اھتمام

بزم علم وفن پاکستان

اسلام آباد ———— پشاور

۸۱۴۶۸۴ || ۲۱۴۰۳۵

پوسٹ بکس || پوسٹ بکس

۱۹۳۵ || ۳۵۵

○

ناشر

واسطی پرائیویٹ لمیٹڈ

۱۱ شان پلازا بلیو ایریا اسلام آباد

۱۳- سی ھارون مینشن خیبر بازار پشاور

○

طابع

نظام پرنٹنگ پریس

پشت قصہ خوانی بازار پشاور فون: ۲۱۴۱۶۸

قیمت: ۵۵ روپے

انتساب

رٹکین کے پیارے ساتھی

مُحمّد امین

کے نام

اشاریہ:

○

دیکھو! رنگا رنگ چمک دمک سے موسیقی نور
کے سانچے میں ڈھلی ناچ رہی ہے

○

راگ من کو سلگا دیتا ہے، دیپک راگ
تو آگ بھڑکا دیتا ہے۔ ارسطو نے دانتے
اور ٹیگور تک ایک ایسی موسیقی میں عقیدہ
رکھتے ہیں جو نوری ہے، یعنی اس کے ہر
بول اور سُر سے روشنی پھوٹتی ہے
ع شعلہ سا لپک جاتا ہے آواز تو دیکھو!

○

گیتانجلی ایسے ہی راگوں کی آگ کا لالہ زار ہے
اس میں محبت، سچائی اور امید کی کلیاں اور چنگاریاں
مہکتی اور دہکتی ہیں۔ یہ عظیم شاعری ہے!
کوئی ترجمہ اصل کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس
شاہکار کو ہلکی پھلکی بولی گیتوں کی رواں بحر
اور قافیے کی خوبصورتی کے ساتھ اردو میں اس طرح
ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سادگی اور برجستگی
برقرار رہے۔

○

○

میں بھی امر ہوں
تو نے مجھے تخلیق کیا یوں
جب جب مٹی کا یہ پیالہ
خالی ہوا تو اس میں ڈالا
تو نے جیو نوالہ

یہ دو چار انگل کی
بنسی ہے نرسل کی
گھاٹیوں اور پہاڑیوں میں تو اسے لئے، گھمائے
پھونک کر اس میں دھنیں ہمیشہ نئی نئی سنوائے
میرے اس چھوٹے سے من کو
تیری امر انگلی چھو جائے
اس کی خوشی کا انت نہیں ہو
یہ سنسچھ تان اڑائے
گیت خوشی کے گائے ——
میرے چھوٹے چھوٹے ہات
ان میں تو ڈالے ہے پل پل بڑی بڑی سوغات
بیت رہے ہیں زمانے
تیری دین کے ہیں پر وہی ٹھکانے
جھولی میں بھی گنجائش ہے، ڈال دے اور خزانے

○

○

میں گاؤں ۔۔۔ تو حکم جو یہ فرمائے
ڈرتی ہوں دل خوشی سے ٹوٹ نہ جائے
تیرے چہرے پر آنکھیں جم جائیں
آنکھوں سے آنسو بہ نکلیں یوں نہ پھر تھم جائیں
ڈھل جائے دکھ میٹھے سر میں ان مل اور کٹھن جیون کا
میرے پریم کا پنچھی اپنے پر پھیلائے
ساگر پر اڑ جائے ۔۔۔۔

مجھے پتہ ہے ۔۔۔ لطف تجھے بھی آئے میرے بھجن کا
مجھے پتہ ہے، تیرے دوارے پہنچوں صرف میں ڈھول بجاتی من کا
میرے گیت نے پھیلایا ہے اپنا پنکھ کنارا
اس سے تجھ کو چھوا ہے ورنہ مجھے نہیں یارا
دار و گیت پیا تو میرا دیوانہ پن جانا
تو راجا ہستی میں میں نے تجھ کو ساجن جانا

○

○

میرے راجا مجھے نہیں معلوم تو کیسے گائے
میں حیران کھڑی سنتی ہوں لیکن کان لگائے
تیری راگنی کی اگنی جگ کو کیسا چمکائے
تیری راگنی کا جیون سُر گگن گگن اڑ جائے
تیری راگنی کی پاکیزہ ندی کی شبھ تانیں
بہتی جائیں روک سکیں کب ان کو ٹھوس چٹانیں

تیرے راگ میں گھل مل جائے میرا دل یہ چاہے
لاکھ جتن کرتی ہوں پر آواز نہ ساتھ بنا ہے
میں بولوں تو گیت کی دھن میں میرا بول نہ بولے
یہ اللہ رو لے
آہ یہ تیرے راگ کا پھیلا پھیلا تانا بانا
اس میں دل کو باندھ لیا ہے میرے راجا رانا

○

اے میرے جیون کے جیون
میں رکھوں گی صاف ہمیشہ اپنا تن
ہے میرے انگ انگ سے تیرا اک بندھن
اپنے خیالوں سے ہر جھوٹ کو دور رکھوں گی
تیرے سچ نے انھیں کیا ہے روشن
سوچ کے دیپک میں پر نور رکھوں گی

اپنے من سے میل کچیل برائی کی دھو ڈالوں گی
اپنا پیار سنبھالوں گی
میرے من مندر میں تیری بیٹھک
میری یہ ہی کوشش ہو گی بے شک
تیری مرضی سے میرا ہر کام سدا ہو
تو ہی دے توفیق تو نیک انجام سدا ہو

○

ایک ذرا مہلت دے آکر بیٹھوں تیرے پاس
اپنے کام سو نمٹا لے گا پھر یہ تیرا داس
تیرا چہرہ بن دیکھے تو جی کو چین نہ آس
اپنے کام میں جی نہیں لاگے، تھکن کا ہو احساس

جیسے کٹھن کا ساگر ایک ـــــ اپار
گرمی کی رت آئی میں سنتا ہوں صاف پکار
اور کھڑکی کے دوار
صاف سنائی دیتی ہے پھولے ہے جہاں پھلوار
شہد کی مکھیوں کی بھنکار
ان کی میٹھی سی ملہار
ہے یہ سمے اس وقت انسان
تجھ سے لگائے تیرے آگے بیٹھ کے اپنا دھیان
اس کو ہو تیرا گیان
ایسی سنجھ چپ چاپ گھڑی ہے
میری زندگی صرف ترے قدموں میں آن پڑی ہے

○

یہ غنچہ توڑ لے اور ساتھ لے جا
اسے تو دیکھ ہاتھوں ہاتھ لے جا
مجھے ڈر ہے کہ یہ مرجھا نہ جائے
گرے، مٹی اسے پھر کھا نہ جائے
نہ تیرے ہار میں شاید گندھے یہ
کہ پھر اپنی ہی بپتا میں رندھے یہ
اسے تو چھو، اسے اچھا ہے توڑے
یہ دھڑکا ہے نہ دن ہی ساتھ چھوڑے

چڑھاوے کا سمے نکلے نہ یکدم
ہے اس کا رنگ ہلکا اور بو کم
اسی کو توڑ لے —— یہ کام میں لا
گذرتے وقت کو تو دام میں لا

○

روپ سنگار دیا ہے سب تج
گیت نہ چاہے کوئی سج دھج
بھد ڈالے گا ملن میں گہنا
اس سے جب جھنکار اٹھے گی
بیچ میں اک دیوار اُٹھے گی
رہ جائے گا سنّا کہنا

یہ میرے شعروں کی بانی
میرے من کی رام کہانی
تیرے آگے پانی پانی
اے میرے شاعر لاثانی

تیرے پیروں میں آبیٹھی ہوں — ہوگی آسانی
اپنے جیون کو کرلوں گی اب میں سیدھا سادا
نرسل کی مرلی میں بھر دے تو نغمے کا بادہ

○

○

گردن میں ہیرے کا ہار سجا دو
راجکماروں کے کپڑے پہنا دو
تم اس بچے پر یہ سب کچھ لادو

کھیل کی دلچسپی کھوئے یہ دکھاوا
روکے ہر گام اُس کو یہ پہناوا
یہ ڈر مسکے، گندا ہو جائے گا
دھڑکا، ہیرا موتی کھو جائے گا
بیچارے کو نہ ہلنے ہلانے دے گا
الگ رکھے گا پاس نہ آنے دے گا

ماں! یہ کوشش جائے اکارت
یہ سج دھج کرتی ہے غارت
اس کی خوشی کو اس کے من میں
اس بھولے بھالے جیون میں
چاہیے، کھیلے کودے ہنسے وہ
گردے اور مٹی میں دھنسے وہ
ہر سو ہے اِک میلا کیسا
ہائے پھرے وہ اکیلا کیسا

○

○

او پگلے، اپنے کاندھے پر اپنا بوجھ اٹھائے
وائے بھکاری تو اپنے دروازے ہانک لگائے
چھوڑ یہ سارا بوجھا اس پر جس کا ہاتھ سنبھالے
پیچھے مڑ کر بھی مت دیکھ پڑیں گے جان کے لالے

یہ تیری آشا جھٹ اس دیپک کی لاٹ بجھائے
اس کا سانس جسے چھو جائے۔
اس کے گندے ہاتھ سے کوئی بھی تحفہ مت لے
دے جو کوئی پاک محبت —— لے

○

○

دور ہے تیرا پائیداں
ٹکے ہیں تیرے پیر وہیں
راندے کنگلے اور کمیں
رہتے ہیں یہ لوگ جہاں

چاہا میں نے جب جھک کر
تیرے پیر پہ رکھ دوں سر
لیکن یہ پہنچا نہ وہاں
مل ہی نہ سکی اس کو وہ زمیں
راندے کنگلے اور کمیں
رہتے ہیں یہ لوگ جہاں

انترا ہٹ واں تو پہنچے کب
پھٹے پرانے کپڑے سب
تو پہنے گھومے ہے کہیں
ڈیرہ ڈالے جہاں ہیں کمیں
راندے کنگلے اور کمیں

میرا دل رستہ ہی نہ پائے
تو جس جا پر چلتا جائے
ساتھ لیے سارے مسکیں
راندے کنگلے اور کمین،

○

○

کیرتی آرتی مالا جپن کو چھوڑ
مندر کے سونے کونے سے ناتا توڑ ——
بند کواڑ، اندھیرا اور نہیں ہے دوجا
یوں کرتا ہے کس کی پوجا ——
آنکھیں کھول
تیرا خدا کیا تیرے آگے نہیں ہے، بول ؟
—— وہ تو اس کے پاس ملے گا
جو دھرتی کو جوت رہا ہے ہل بیلوں کو جوڑے
سڑک کنارے پر جو بیٹھا کوٹ رہا ہے روڑے
دھوپ اور برکھا میں وہ ان کی بن کر آس ملے گا
گردے دھول کا اوڑھے پہنے گھور لباس ملے گا
—— اپنا جبہ قبہ اتار
اس کی طرح تو اوڑھ لے مٹی اور غبار
اور نجات ؟
کیسے آئے گی یہ بات ؟

ہمارے مالک نے ہنس ہنس کر ہمیں کیا تخلیق
اور سدا ہے ساتھ ہمارے وہ غمخوار رفیق
داغوں دھبوں والے تیرے کپڑے پھٹے پرانے
ان میں وہ کچھ عیب نہ جانے
اس سے مل مورکھ ساتھ اس کے رہ کر سیکھ لے جینا
محبت سے کر ایک لہو پسینہ!

○

طے ہو سفر یہ، دیر لگے گی، رہ لمبی سنسان
پہلی کرن کی رتھ پہ سوار
آیا ہوں میں کر کے پار
کتنے ہی ویران دیار
کتنے تاروں سیاروں کی راہ گزار
سب پر چھوڑے ہیں اپنے قدموں کے نقش نشان
تیرے پاس تو پہنچے کوئی دور کا چکر کاٹ
سادہ سُر گانے کو چاہیئے انت کا مشکل پاٹ
کتنے کواڑ پہ آئے
گھر آنے سے پہلے راہی رستے میں کھڑکائے
مارا مارا یہ تو پھرے ہے کیسا دیس بدیس
کیسی کیسی لگے ہے دل پر ٹھیس
آنکھیں کتنی بھٹکیں دور اور پاس
موند کے ان کو تب بولا یہ داس
"یاں ہے تیری ذات"

کہاں ہے چیتنی کھوج لگا کر گھات
آنسوؤں کی کتنی ہی ندیوں میں یہ بہتی آئی
ایسا جل تھل کر کے میری آتما پھر چلائی
کر کے اب وشواس
"میں ہوں ـــــ کر احساس"

○

○

ڈرتی ہوں یہ رہ جائے نہ ادھورا
میں جو گیت آئی تھی گانے ہوا نہیں وہ پورا
میں بنجارن لیئے پھروں طنبورا
تاروں کے سر تال ملائے
کتنے ہی بولوں کے پھول کھلائے
گیت رہے انمل بے جوڑ
بات نہ پہنچی کوئی توڑ
دل میں ہے آشا کی ٹیس
کھلی نہیں ہے ابھی کلی
سسکی بھرتی ہوا چلی
کس کے آگے نواؤں سیس
میں تو نہ اس کے میٹھے بول کی تھاپ سنوں
جانے کبھی جو گونج گلی
خالی اس کے پیروں ہی کی چاپ سنوں

جیون دن بیتا ہے، ڈالا
میں نے صرف یہ مرگ کا چھالا
یہ نہ ہوا اک دیپ جلاؤں
اور کروں اجیالا ـــــ
گھر میں اسے اب کیسے بلاؤں
اس سے ملنے کی ہے آس
یہ نہیں جانوں وہ کیسے آئے گا میرے پاس

○

○

میری چیخ ہے درد بھری، بے انت مری آشائیں
تو نہ کٹھور بننے سے روکے، یہ پوری ہو جائیں
تو ہے دیالو
تیرا سدا سے چلن یہ چالو
مجھ کو دے تو ایسا گُن
جب بھی کرے تو دان اور پُن
میں لے لوں جھولی پھیلائے
بن مانگے جو تجھ سے آئے
یہ آکاش، اُجالا، تن
میرا جیون، میرا من
ساری وگداؤں سے بچائے
کبھی گھڑی لیٹا سستاؤں میں سستی کا مارا
کبھی گھڑی اٹھوں اور چاہوں پکڑوں بھاگ ستارا
لپکوں تیز کہ ہاتھ آ جائے کنارا
لیکن تو وہ کٹھور کہ چھپ چھپ جائے

مجھ کو دے تو ایسا گن
بے شک یہ جائے جل کُھن
من یہ ہٹ چھوڑے اس اوندھی مت سے باز آ جائے
اپنے مکھ سے تو پردہ سرکائے
جلوہ صاف دکھائے!

○

○

آئی ہوں میں راگ سنانے
تیرے نغمے گانے
تیری گپھا میں دور ملا ہے مجھ کو بھی اک کونا
ہے لیکن یہ رونا
جیون ہے بے کار
بے مقصد چھڑتے ہیں من کے تار ـــــــ
پس جب آدھی رات کے اندھیارے مندر میں آئے
تیری پوجا کا پل، تو چپ چاپ
ہو سارا جپ جاپ
تو فرمائے اور کرے جھٹ پھر ہو کر بے آپ
تیرے بھجن کا میری روح الاپ
بھور بھئے جب پروا لائے
سونا روپ ستار
سُر کر کے اک سار
دے مجھ کو اعزاز
حاضر ہو کر دوں میں تجھ کو پریم کی پاک نیاز

○

○

جگ میلے کا بلاوا آیا
میں نے جیون پایا
آنکھیں، دیکھیں کان سنیں ہیں
میں نے ساز پہ گائیں جو بھی ممکن خاص دھنیں ہیں۔

اب میں پوچھوں ــــ آخرکار
وقت آیا ہے میرے یار
اندر آن کروں دیدار

کیا ممکن ہے ایک غلام
عرض کرے چپ چاپ سلام؟

○

میں تو بیٹھی صرف یہ دیکھوں پیار مجھے کب آ لے
اور کرے اس بیتیم ہاتھ حوالے
بس اس کارن ہو گئی دیری
اس کارن سب بھول یہ میری
باندھنے آئے ہیں وہ لے کر اپنے رسم رواج
ان کو میں نے کل بھی ٹالا، ان کو ٹالوں آج
میں تو بیٹھی صرف یہ دیکھوں پیار مجھے کب آ لے
اور کرے اس بیتیم ہاتھ حوالے

لوگ دھریں سو نام
مجھے کہیں وہ بے پروا، ناکام
لیکن میں جانوں جھوٹا ہے مجھ پر یہ الزام
بند ہوا بازار
سارے دن کا نبٹا کاروبار
غصے میں لوٹے وہ ساتھ مجھے لے جانے والے
میں تو بیٹھی صرف یہ دیکھوں پیار مجھے کب آ لے
اور کرے اس بیتیم ہاتھ حوالے

○

بادل اوپر بادل چھائے، چھایا گھور اندھیارا
کیوں رو کے ہے کواڑ سے باہر مجھ کو میرا پیارا
ہائے اکیلی ہوں میں ـــــ نہیں سہارا

بھیڑ بھڑکے میں گذری ہے میری بھری دوپہر
میری آس بندھی ہے تجھ سے ـــــ اور سمے یہ قہر
تو جو اپنا مکھ نہ دکھائے
تنہائی تڑپائے۔
برکھا رت میں کیسے گذاروں سمجھ نہیں کچھ آئے
میرا دل آکاش پہ دیکھے گھور اندھیارے زنگ
کرتا بین پھرے ہے یہ بے چین ہوا کے سنگ

○

○

آشنا ہے تو بولے
اب بھی تو نے ہونٹ نہ کھولے
تیری خموشی کے یہ بگولے
اپنے دل میں بھرلوں گی
برداشت میں چپ چپ کرلوں گی
سہہ لوں گی جو بھی آگے ہے
جیسے صبر سے تاروں بھری شب سر کو جھکائے جاگے ہے

بے شک پھر پھوٹے گا سویرا
چھٹ جائے گا اندھیرا
پھر آکاش سے تیرے بول سنہرا جل برسائیں گے
میرے پرندے بھی تیرے لفظوں کے نغمے گائیں گے
گھونسلے گیت سنائیں گے۔
میری بن بگیا میں تیرے سروں کے گل لہرائیں گے
اجلے غنچے کھل جائیں گے۔

○

○

اس دن جب وہ کنول چٹکا تھا
دھیان مرا کیسا بھٹکا تھا
اور نہ یہ معلوم ہوا
میری پھونس پٹاری
خالی رہ گئی ساری
دیکھے کوئی اسے اس پھول کا ہائے نہ یہ مقسوم ہوا

پھر میں ہوئی اداس
مجھ کو بے سدھ کر گئی یاس
کچھ ہی دیر میں چونک اٹھی تھی ـــــ اور ہوا احساس
دکھنی پون لے کر آتی ہے ایک نرالی باس
جس کی بے معلوم مٹھاس
میرے دل کو کرتی جائے ہے بے چین
گرمی رت کا سانس لگا یہ عین

میں تو نہ سمجھی اور وہ آیا میرے اتنا پاس
میرا بن کر میرے من میں اس نے رچائی راس

○

○

چاہیئے لے کر چل دوں اپنی ناؤ
وقت کا سست بہاؤ
گھاٹ کنارے جا رہی،
میں برہا کی ماری ———

آئے بسنت اور پھول کھلائے اور چلی بھی جائے
میں ہوں اب یاں ملے دلے پھولوں کا بوجھ اٹھائے

موجیں شور مچائیں
گھاٹ پر ایک گلی میں ڈیرا ڈالے ہے پرچھائیں
اس میں کانپتے پیلے پتے گر گر کر اڑ جائیں

خالی خالی نظروں سے میں تکتی
کیا محسوس نہیں کر سکتی

یہ جو پون میں تھرّاہٹ ہے
گیتوں کے سُر تال کی اک آہٹ ہے
پار۔ اس گھاٹ سے جو بہتی ہے
کچھ کہتی ہے ———

○

ہے جولائی
برکھا کی رت آئی
ہر سو چھائے
اس کے گہرے گہرے سائے
دبے دبے پیروں تو آئے
بھور آج نہ آنکھیں موندے آئی
پر دائی دیتی ہے دہائی
کیسی رار مچائے

سدا کے جاگے نیل گگن نے کر لی گہری آڑ
گیت ہوئے چپ جنگل جنگل گھر گھر بند کواڑ

اس سنسان گلی میں تو تنہا جاتا ہے
میرے دوست مرا تجھ سے گہرا ناتا ہے
میں نے کھول دیا پٹ اپنا
کیوں گذرے تو بن کے سپنا

رین ہے یہ کتنی طوفانی
تو چل نکلا دور سفر پہ پیار کے دلبر جانی
دگدا سے ہے نیل گگن میں کیسی کھینچا تانی
نیند آنکھوں سے ہانکے جاؤں
دروازہ کھولے ہیں اندھیارے میں جھلنکے جاؤں

میرے دلبر جانی
کیسی بڑھتی جائے میری حیرانی
کچھ بھی نہیں دیتا ہے سجھائی
پگڈنڈی دھندلائی

گھور سیاہی کی ندیا کے کون سے مدھم تٹ پہ
کون سے بھائیں بھائیں بن کے دور سرے سے چل کر
یاس بھری اک بھول بھلیاں بھی رستے میں آئی
تو لیکن آتا ہے میری جانب دلبر جانی

○

دن یہ گیا ہے گر اب بیت
اور نہ پنچھی گا ئیں گیت
پون پھریرے بھی تھک ہار
ٹھہرے ہیں، لیں سانس اتار
کھینچ دے تجھ پر تب ہر سو
اندھیارے کا پردہ تو

جیسے دی ہے زمیں پر تو نے نیند کی چادر ڈال
جیسے لیا ہے جھکتے کنول کی پنکھڑیوں کو سنبھال
بھور بھئے نرمی سے
اس راہی کو دیکھ، بچالے غربت بے شرمی سے
جس کا سفر ہیں توشے سے سب ہو گیا خالی تھیلا
جس کا لباس ہوا ہے بیری، گرد غبار سے میلا
جو تھک ہار کے ٹوٹ گیا ہے
جس کا جی اب چھوٹ گیا ہے

اس کا جیون تازہ پھول بنا دے
اس کو رات کی نرم رضائی اڑھا دے

○

◎

لو میں تجھ سے لگاؤں
اور کٹھن راتوں میں کروٹ بدلے بن سو جاؤں
اپنی بے دل روح کو کیوں مجبور کروں میں
ایسے سر تیری چوکھٹ پہ دھروں میں

تو ہی دن کی تھکی آنکھوں پہ رین کا پردہ ڈالے
تو ہی جگائے پھر اس کو نہر کر مسرورا جیالے۔

◎

○

میرا ساجن جب آیا تھا
رات تھی ——— سناٹا چھایا تھا
اس کے ہاتھ میں تھا اِکتارا
اس کی تان پہ بہہ نکلا میرے سپنوں کا دھارا
آہ مری سب راتیں کیوں
گذری ہیں بے فائدہ یوں

دل اس کے نظارے سے محروم رہا ہے
جس کا سانس مری نیندوں کو چوم رہا ہے

○

○

اوہ اجالا کہاں ہے اجالا
روشنی کرہ جلتی آشا۔۔۔لا
دیپ ہے لیکن کوئی نہیں لو
اے دل تیری یہ قسمت ہو

بدبختی کنڈی کھڑکائے
تجھ کو یہ پیغام سنائے
تیرا مالک جاگ رہا ہے
اس نے کہا ہے
رین اندھیرے پریم سبھا میں آکر مل تو
بھینٹ چڑھا دے اپنا دل تو
ہیں آکاش پہ گھور گھٹائیں
تا نتا باندھ کے مینہ برسائیں
میرے اندر ہوک اٹھے ہے
پر نہیں جانوں کون یہ ایسے کوک اٹھے ہے

ایک ذرا جو بجلی کوندے
اور آنکھوں میں آس کو روندے
دل جانے کو راہ ٹٹولے
دور جہاں پر کوئی بولے
او اجالا کہاں ہے اجالا — روشنی کر جلتی آ شالا
سخت کڑک ہے آندھی چیخے — گھور فضا ہے خالی
رات ہے کوئلے ایسی کالی
بیت نہ جائیں اندھیارے میں ساری گھڑیاں
چھوڑ جلا کر پریم اگر کی تو پھلجھڑیاں

○

○

سخت ہیں بندھن
پیڑ ہوا ان کو توڑنا چاہے جب میرا من
میں تو چاہوں صرف رہائی
کی یہ آشا — تو لاج آئی
میں یہ پکاروں دل کو کھول
تیری ذات میں دھن انمول
تو میرا پکا ہمجولی
لیکن میں نے قسمت کھولی
جھوٹی مایا پھینکوں جس سے بھری ہے میری جھولی
تجھ سے اپنی بھلائی مانگوں میں یہ سب کچھ بھولی
جی ڈرتا ہے تو میری بنتی کر لے نہ قبول
میرے سر ہے ڈھیروں بیاج
دے نہیں پاؤں کچھ بھی تجھ کو آئے ہے یہ لاج

جس چادر میں لپٹی ہوں وہ ہے مٹی اور کوڑھ
بھاتے نہیں ہے پھر بھی جی سے یہ رکھی ہے اوڑھ

○

○

پیا ملن کی ریت سُجھانے ــــ
اپنا رستہ چلوں اکیلے
اندھیاروں کے گھور جھمیلے
میں نے سو دکھ دگدا جھیلے
کوئی نہیں یہ جانے

چاہوں اس سے بچ کر آؤں
پیچھا لاکھ چھڑاؤں
یہ تو دھونس جمائے
اور اکڑ فوں کیا دکھلائے
مجھ پر مٹی دھول اڑائے
چیخے اور چلائے
میرے بول میں اپنا شور ملائے

لاج نہ اس کو آئے ــــ یہ میرا اپنا چھوٹا آپ
لاج مجھے اس کی سنگت میں تجھ سے کروں ملاپ

○

○

اس بھورے میں بند ہے جو ہم نام کرے وہ پکار
مجھ کو دھن— میں اس کے چاروں اور چنوں دیوار
ہر دن یہ دیوار آکاش کو جیسی اٹھتی جائے
میرا اصلی روپ چھپائیں اس کے کالے سائے

اس دیوار پہ مجھ کو کتنا مان
اس میں میری جان
بالو مٹی سے لیپوں رہ جائے نہ اس میں چھید
اپنا اصلی روپ گنواؤں — یہ ہے کیسا بھید
گرچہ اس دیوار کی رکھشا کرتی ہوں ہر آن
سو رکھتی ہوں دھیان

○

○

کہہ مجھ سے یہ بانی
"کون تھا جس نے تجھ پر یہ بندھن ڈالا، زندانی؟"
تو زندانی بولا
"وہ میرا آقا تھا" — آگے پھر یہ عقدہ کھولا
میں نے سوچا کیا ہے مری ہمت جو نہیں کر سکتی
ڈھیر کروں گا اتنا دھن اور شکتی
مجھ سے پیچھے رہ جائے گا دنیا میں ہر کوئی — بس میں وہ نردئی
آقا کے حصّے کی تھی جو مایا اپنی کر لی — خوب تجوری بھر لی
جا لیٹا اس پر جو تھی میرے آقا کی چٹائی — یعنی وہ ہتھیائی
جب جاگا تو پھر یہ حقیقت جانی
میں اپنی ہی آشاؤں کے جال میں تھا زندانی!"

اب یہ بول اسیر
"کون تھا وہ جس نے ڈھالی ہے اٹوٹ ایسی زنجیر؟
زندانی بولا۔" زنجیر کو اتنا پکّا ڈھالا

میں تھا آپ ہی ایسا کرنے والا
مجھے گھمنڈ تھا اپنے بل بوتے پر خوب
سمجھا تھا دنیا کو کر لوں گا مغلوب
آپ رہوں گا میں آزاد
کوٹا چھیتا بھٹی میں دے کر اس کا فولاد
اور ہوئے زنجیر کے حلقے جب تیار اٹوٹ
میری ہی آزادی لی تب لوٹ
ان میں اپنے آپ کو قیدی پایا
آپ شکاری اپنے جال میں آیا ———"

○

میں دنیا میں جن کو بھاؤں
کب چھوڑیں وہ مجھ کو ان سے پیچھا لاکھ چھڑاؤں
لیکن اور ہے تیرے پیار کی لیلا
ان سے پکّی ڈور مگر تو اس کو رکھے ڈھیلا

بھول نہ جاؤں اس ڈر سے کوئی بھی میری سہیلی
چھوڑے نہ مجھے اک دم بھر کو بھی اکیلی
اور اِدھر میرا یہ حال کہ ہر پل تجھ سے دوری
ختم ہوا دن، رات بھی گذری پوری
کر نہ سکی میں تیری پوجا
بیچ میں گر آجائے دوجا —
بھول بھی جائے تجھ کو یہ میرا من
میرے تیرے پیار میں پھر بھی رہتا ہے اک بندھن

○

دن نکلا تو میرے گھر آ کر بولے ہمجولی
تو اس میں ہم کو بھی دے دے اک چھوٹی سی کھولی
ہم دیں گے بھگوان کی پوجا پاٹ میں تیرا ساتھ
اس کی کرپا چاہیں گے پھیلا کر اپنے ہاتھ
اور سنبھالا پھر اندر استھان ــــــ
بیٹھ گئے چپ چاپ لگے وہ کرنے دھیان وگیان

لیکن آدھی رات کا چھایا جب ہر سو اندھیارا
میں کیا دیکھوں ان کو لالچ نے جو دیا ٹہوکا
توڑ کے میری پوجا پاٹ کا چوکا
زور سے چھین لیا بھگوان کا بھینٹ چڑھاوا سارا

○

بے شک اتنا ہی رہ جاؤں ادھورا
تیرا نام پہ جپ لوں پورا پورا
بے شک اتنا تھوڑا دم رہ جائے
پر تو میرے دھیان میں ہر دم آئے

ہر اک چیز نثار کروں میں
ہر پل تجھ کو پیار کروں میں
اپنی ذات میں اتنا سا رہ جاؤں
تجھ پر اپنی اوٹ نہیں کر پاؤں

مجھ سے اتنا تو رہ جائے بندھن
تیری مرضی میں ڈھل جائے یہ من
جو تو چاہے کرتا جاؤں میں جیون بھر
تیری محبت کی ڈوری میں بندھ کر

○

○

ہو نہ جہاں دل ذہن کو ڈر
اور جہاں ہو اونچا سر
اور جہاں بانٹے نہ ہوں جگ کے چھوٹے چھوٹے گھر
اور جہاں سچ کا ٹھپّہ ہو سارے بولوں پر
اور جہاں ان تھک محنت سے نکلے ٹھیک کسر
اور جہاں نہ سمجھ کی ستھری ندی جائے بھر
میری ہٹ کے سوکھے بالو سے، رستہ کھو کر
اور جہاں ہوں اچھی سوچ مری اور اچھے گن
اچھے اچھے کام کروں میں اچھی باتیں سن

ایسی آزادی سے کر دے تو اک جنت لیس
میرے مولا، پھر جس میں جاگ اٹھے میرا دیس

○

○

شاہا! تجھ سے ہے فریاد
میرے دل کے چھوٹے پن کو جڑ سے کر برباد
کر یہ دور فساد
دے ہمت ہر رنج خوشی میں ایک رہے احساس
دے ہمت ہوں سچا عشق شناس
دے ہمت میں ہوں نہ کبھی ناداروں سے بیزار
دے ہمت، مجھ کو نہ جھکائے کوئی غرور وقار
دے ہمت، مجھ کو اس طور نواز
چھوٹی چھوٹی باتیں مجھ پر ہوں نہ اثر انداز

دے ہمت، ہمت سے تجھ پر جان نثار کروں
تجھ سے پیار کروں

○

○

میں سمجھا تھا ہمت ہوتی تمام
میرے سفر کا آ پہنچا انجام
بند ہوئی ہے آگے راہ گذر
ختم ہوا ہے سب توشہ بھنڈار
——— میں رہ جاؤں گا ہو کر گم نام

لیکن اب یہ بات ہوئی معلوم
تیرا کرم رکھے نہ مجھے محروم
جوں ہی بھولیں پہلے لفظ زبان
دل سے ابھر آتی ہے تازہ تان
جہاں پرانی ریت ڈگر کھو جائے
نئی بہاریں اور نگر ہو جائے

○

بس کہ تجھے چاہوں میں — تجھ کو
یہی پکارے میرا من تو
دن اور رات جو گھر گھر آئیں
جھوٹی کھوکھلی سب آشائیں
کب یہ تجھ سے دھیان ہٹائیں
رین اندھیری — جی کلپائے
لو ہو، کوئی دیا جل جائے
بے سدھ ہو کر من چلّائے
میری روح بھی چیخے رو رو
بس کہ تجھے چاہوں میں تجھ کو
شانتی سے ٹکرا کر آندھی
شانتی ہی سے جائے باندھی

ایسے ہو جاتا ہے ڈھیر
میرے اندر سرکش شیر
تیرے پیار سے الجھے جو
چیخے تو یہ ظاہر ہو
بس کہ تجھے چاہے تجھ کو

○

جب دل توڑ رہا ہو درد
چھائے محرومی کی گرد
تو برسا دے لطف اور پیار
گیتوں کی کر دے بوچھار

جب ہنگاموں کا ہو شور
میں کٹ جاؤں چاروں اور
تو میری چپتا کے میت
آجائے کر چین پریت

کوٹھڑی میں جب ہو کر بند
میرا من لے سنیاس
تو تو آجا میرے پاس
راجہ راؤ کی مانند

جب مایا کی چھائے دھول
تو کرنہ جس کو نیند اور ٹول
اے تو پاک پوتر ذات
آجا لے کر اپنے سات
بجلی، کڑکے کی بارات

○

ہو گئے مولا کتنے دن
اب اس رت کو بھیگے بن
میرا بنجر دل ترسے ہے
مینہ کی بوند نہیں برسے ہے۔
اور نہیں پھیلاتے بادل
ننگے افق پر اپنا آنچل
دور تلک جیسے سوکھے اب
ٹھنڈے چھینٹوں کے جھرنے سب
بھیج دے اپنی آندھی
موت کے کالے پن میں باندھی
تھرا دے آکاش کو سارے
بجلی ایسے کوڑے مارے
جو چاہے وہ کرلے تیور لیکن مولا کر واپس کر
اس چھائی خاموش جلن کو
گھور نراشا، اس موذن کو
یہ بھونڈی، گھنی، کٹ کھائی
من سندھ کانٹے بھاڑ میں جائی
لطف کا بادل تو نیچے کر
جیسے باپ کی ناراضی پر ممتا کی آنکھیں آتیں بھر

سرگوشی ہے صبح سویرے
پنچھی رہے یہ میرے تیرے
ناؤ میں چل دیں میں اور تو
ایک ایسے تیرتھ کی سو
جس کے سفر کا انت نہ ہو
چلنے والا پچھتت نہ ہو
گھاٹ نہیں ہو ساگر کا
گھر لہروں پہ مسافر کا
تو چپ چپ مسکاتا ہو
مجھ سے دھیان لگاتا ہو
میرے گیتوں کو سن کر
میٹھا پن دے ان میں بھر
ایسا ان کا سُر گم ہو
کوئی نہ مدھم پنچم ہو
بات کہیں کہنے والی
لیکن شبدوں سے خالی
اب بھی وقت نہیں آیا
کام نہیں کیا بنتا یا!

دیکھ کنارے پر ڈالا ہے سانجھ نے آ کر ڈیرا
ساگر کے پنچھی بھی گھونسلوں میں کرتے ہیں بسیرا
کون یہ جانے کب لنگر کھل جائے — رین اندھیرے میں نیا رل جائے
جیسے ڈوبتے سورج کی لو ساگر میں گھل جائے

○

○

میرے پریتم کہاں کھڑا ہے پیچھے لوگ پرایوں کے
اوٹ میں ان کے سایوں کے
دھکے دے کر وہ رستے پر تجھ سے آگے جائیں
دو کوڑی کا نہ جانیں تجھ کو تجھ پر دھول اڑائیں
میں گھنٹوں سے لئے کھڑی ہوں تیرا بھینٹ چڑھاوا
جانے والے کر دیتے ہیں دھاوا
اک اک کر کے لے جائیں گے وہ تو کلیاں ساری
خالی ہوتی جائے پھول پٹاری
بیت گئی ہے بھور، دوپہری چڑھ آئی ہے
شام ڈھلی — اب آنکھوں میں نندیا چھائی ہے
جانے والے دیکھ رہے ہیں کیا مجھ کو ہنس ہنس کے
شرم سے میں رہ جاؤں میں میں دھنس کے
ایک بھکارن سی بیٹھی ہوں منہ پر پلّو ڈالے
مجھ سے پوچھ رہے ہیں جانے والے
میں کیا چاہتی ہوں — لیکن میں انہیں نہیں بتلاؤں
بس اپنے نین جھکاؤں
آہ یہ کیسے کہہ سکتی ہوں
میں تیرا رستہ تکتی ہوں

اور کہ تو نے وعدہ کیا تھا لوٹ آنے کا
شرماتی ہوں، تر دھن واج نہیں ہے یہ دکھلانے کا
آہ اسے سینے میں چھپاؤں
پھر بھی اس پر یوں اتراؤں

گھاس پہ بیٹھی دور گگن میں دیکھ رہی ہوں
تیرے اچانک آنے کا رنگین سپن میں دیکھ رہی ہوں
ہو جائے اجیالے کی دیوالی
آئے تیری رتھ سونے کے پھول پھریروں والی
لوگ کھڑے ہوں پگڈنڈی پر حیرت سے منہ کھولے
رتھ سے اتر کر میری طرف تو آئے جو ہولے ہولے
اور مجھے مٹی سے اٹھائے
اپنے پاس بٹھائے
چیتھڑوں میں لپٹی سمٹی میں ایک بھکارن لڑکی
مان کرے اور شرم سے جائے پھر چھاتی بھی دھڑکی
جیسے بسنت سمے کی بیل یہ
وقت کا جاری لیکن کھیل یہ
کیسے بیتا جاتا ہے
اک جھرمٹ لوگوں کا جائے اور اک جمگھٹ آتا ہے
ہر اک ان میں کیسی ایک سے اک سج دھج دکھلاتا ہے
یہ مسکائے، گائے بجائے
وہ نعرہ پر نعرہ لگائے
کیا بس تو ہی بیٹھا رہے گا اوٹ میں یوں چپ دھارے
کیا بس میں ہی راہ تکوں گی رو رو، دل کو مارے؟

○

○

تیری خاطر کر نہ سکی میں کوئی روپ سنگار
میں نہ ہوئی تیار
لوگوں کے ٹھٹ کھڑے رہیں اور تو دل میں در آئے
پوچھے اور نہ بتائے
جیون کے اڑتے لمحوں پر اپنے نقش جمائے

آج اچانک روشنی ان پر ڈال
دیکھے ان میں صاف ترے خد خال
لیکن کیسے ہو گئے یہ برباد
کرتی ہوں میں یاد
شاد کبھی ہو جاؤں کبھی ناشاد

مٹی میں میں کھیل رہی تھی بچگانہ سا کھیل
اس پر روٹھ کے تو جو گیا پھر ہوا نہ تجھ سے میل
کھیل کے کمرے میں جو سنی تھی میں نے تیری چاپ
ویسی تھی تارے سے تارے جس کی گونجے تھاپ

○

○

لطف آتا ہے راہ کنارے
ٹھہروں دیکھوں میں نظارے
اجیالے کا پیچھا جس جا کرتے ہیں اندھیارے
اور گرمی کے بعد برستے ہیں برکھا کے دھارے
نامعلوم آکاشوں پر سے ایلچی اتر کے آئیں
مجھ سے خیر خبر پوچھیں اور تیز گذرتے جائیں
میں ہنس ہنس کے بھرتی جاؤں ہونکے
پاس سے گذریں پروائی کے جھونکے

میں بیٹھی ہوں نور کے تڑکے سے یاں سانجھ ڈھلے تک
اور ہے یہ وشواس وہ نیک گھڑی آئے گی اچانک
تیرا مکھ دکھلائے گی جو
وہ پرتو جھلکائے گی جو

اس دوران اکیلی ہی بیٹھی مسکاؤں گاؤں
اس دوران ہوا میں آس کی باس مہکتی پاؤں

○

○

پی کی چپ چپ چاپ یہ پیارا پیارا گیت سنائے
وہ آتے ہے آئے ہے وہ آتے وہ، وہ آئے
گھڑی گھڑی پل پل دن رات — ہر اک احساس دلائے
وہ آئے ہے آئے ہے وہ، آئے وہ، وہ آئے
ہیں نے اپنی دھن میں کیسے کیسے نغمے گائے
ایک ہی لے تھی جو بھی بول اٹھائے ———
وہ آئے ہے آئے ہے وہ آتے وہ، وہ آئے
مہکا ہے وقت اور بسنت کی دھوپ اجلی ہرائے
بن کے رستوں کی آہٹ بتلائے۔
وہ آئے ہے آئے ہے وہ، آئے وہ، وہ آئے
جب برکھا رت کا اندھیارا چھا جوں مینہ برسائے
اپنی گرجتی رتھ کو تیز ہنکائے
وہ آئے ہے، آئے ہے وہ، آئے وہ، وہ آئے

اس کی چاپ سے میرے دل ہیں دکھ پر دکھ کا دباؤ
پاؤں دھرے تو اس ہیں خوشی کے بھڑکیں ہون الاؤ

○

○

میں نہیں جانوں دور سے
کتنے ہمیشہ کر کے طے
تو مجھے ملنے آئے ہے
تیرے سورج کی یہ آڑ
اور ستاروں کے سب جھاڑ
مل کر ان کے سارے نور
مجھ سے نہ کر دیں تجھکو دور

کتنے دن سے سویرے شام
سنتی ہوں، آسودہ گام
تیرے ایلچی دل میں آئیں
چپکے چپکے مجھے بلائیں
دل نہیں جیسے اکیلا ہے
اس میں خوشی کا میلا ہے
بھید یہ جیسے پالوں میں
کام ترت نبٹالوں میں
مجھ کو ہوتا ہے احساس
ہلکی ہلکی بھینی باس
تو ہے پاس

○

○

صبح کے خاموش سمندر میں اٹھا ہیجان
پنکھ پکھیرو چھیڑیں میٹھی تان
پگڈنڈی پر راس رچائیں پھول
اور گھٹاؤں کے موکھوں میں بکھرا دھن انمول ——
ہم نہ مگر یہ دھیان میں لائیں
اپنی دھن میں چلتے جائیں
چھل کریں ہم اور نہ چھیڑیں کوئی رسیلا گیت
اپنی رسم نہ ریت ——
بستی میں جائیں تو کریں لوگوں سے بھاؤ تاؤ
بولیں اور مسکائیں —— چلائیں ایسے ویسے داؤ
ہم تو نہ ڈالیں رستے میں بھی پڑاؤ ——

تیز ہی کرتے جائیں اپنی چال
جیسے منادی دیتا جائے یہ پیچھے گھڑیال ——
—— سورج سر پر آیا بیچ گگن کے
کونپلیں کونپلیں —— سلتے سائے بن کے،
مرجھائے پتوں کو وہ دوپہرے کی گرم ہوائیں
بکھرائیں، چکرائیں، اڑائیں اور کہیں لے جائیں
—— بڑ کی چھاؤں تلے چرواہا اونگھے، دیکھے سپنے
میں نے بھی پھیلائے انگ اب اپنے
گھاس پہ ندی کنارے
کیسے ٹوٹے جائیں تھکن کے مارے
یہ سارے کے سارے ——
دیکھ کے ٹوٹا ہارا مجھ کو —— میری ہر اک سہیلی
طعنے کستی، کرتی ہوئی اٹکھیلی
میرے پاس سے آگے نکلے —— مڑ کے نہ دیکھے کوئی
ہر اک نیل دھند لکے میں بھر اوٹ میں آئی، کھوئی
گھاٹیاں اور پہاڑیاں طے کیں پہنچیں دیس پرائے
سب نے اپنے گھر جا دور بسائے ——
شاباش اے جھمگٹ کے جھمگٹ لمبے جانے والو
مجھے ملامت کر کے یوں چٹکی میں اڑانے والو
مجھ سے جواب نہ لیکن پانے والو

میرا ہنس ہنس کر ذلت کی کھائی میں گرتے جانا
پھر اس سے ہلکی ہلکی تسکین برابر پانا
من میں دھیرج رہتی جائے، چین سموتا جائے
درد چمک کر جیسے جیسے تازہ ہوتا جائے
نکلی تھی میں کیسے سفر پر بھول گئی ہوں سیّاں
یہ سلنے دو یوں کی بھول بھلیّاں
میرے لئے گورکھ دھندا ہے سارا
میں ہاری ہوں یہ میرا من ہارا —
لیکن جونہی سو کر اٹھی، جونہی آنکھیں کھولیں
میں نے تجھ کو سامنے پایا — تو کیسا مسکایا
اپنی نیند میں تیری مسکانیں بھرپور سمولیں
میں کتنا ڈرتی تھی رستہ لمبا اور کٹھن ہے
تجھ تک آنا جاں جوکھوں کا جتن ہے

○

○

تو آیا مسند سے اتر کر
میری کٹیا کی چوکھٹ پر
میں گاتی تھی اک کونے میں بیٹھی گیت اکیلی
تو نے سُن گُن لے لی
اور آیا ہے نیچے اتر کر
میری کٹیا کی چوکھٹ پر ——
تیری سبھا میں کیسے کیسے گائیک ہیں گن وان
کیسی کیسی راگنیوں کی میٹھی میٹھی تان
میں اک نو آموز
میری دھن سے تیرے دل میں پیدا پیار کا سوز
میرا دردبھرا چھوٹا سا گیت
جگ کے مہاراگوں میں بھی گھل مل کر جائے جیت
میرے من کے میت
تو رنگیں پھولوں کا تحفہ لے کر
آیا میری کٹیا کی چوکھٹ پر

○

○

یونہی بیتی جائے رینا پی کا رستہ تکتے
جب میں سو جاؤں پھر تھکتے تھکتے
تو میرا دل دھڑکے
وہ نہ اچانک میرے گھر آنکلے نور کے تڑکے۔۔
دروازہ کھولے ہی رکھیو
اس کو روکیو مت اے سکھیو
اس کی چاپ سے آپ نہ میں جاگوں، نہ مجھے جگانا
منت سے کہتی ہوں جھنجھوڑنا اور نہ شور مچانا
بسکہ نہ چاہوں میری نیند اڑائیں
پنچھی اتنا اونچا اونچا گائیں
اور نہ مجھ کو اٹھائیں
بھور کی اجیالی لیلا میں چل کرے تیز ہوائیں
مجھ کو سوتے رہنے دینا دروازے پر ـــ بے شک

میراپی آجائے اچانک
آہ مری نندیا اچھی نندیا ہے آس لگائے
اڑ جائے جب آ وہ پاس لگائے ـــ
آہ کھلیں یہ میری موندی پلکیں
جب اس کی مسکان کے تارے جھلکیں
وہ سپنا سا آجائے یاں چل کر
نیلند کے اندھیاروں سے صاف نکل کر
آکر میری نظروں کو سہلائے
شعلوں شکلوں میں پہلا کہلائے
میری جاگی روح میں پہلے لطف کا رس گھل جائے
لوٹوں اپنے آپ میں اس کو اپنے میں لوٹائے

○

○

مانگتی پھرتی تھی میں ماری ماری
نگری کے کوچے کوچے بے چاری
تیرا سنہرا رتھ جب جھلکا جیسے خواب سہانا
میں حیران تھی کون آیا ہے یہ راتوں کا راجا
آس بندھی، یہ سوچا بیتے اب بپتا کے دن
بھیک ملے گی مجھ کو مانگے بن
میرے چاروں پھیر
اب تو لگ جائیں گے سونے اور چاندی کے ڈھیر
آن رکا رتھ میں جس اور کھڑی تھی
کیسی نیک گھڑی تھی ـــــ
تو میرے پاس آیا
دھیرے سے مسکایا

سوچ رہی تھی، میرے جیون کو تو بھاگ لگ گئے

دیکھتی کیا ہوں آپ ہتھیلی کو پسرائے
تو بولا ”جو بھی ہے میرے پلّے
تجھ کو دے دوں کر کے دھوم دھڑلے ۔۔“
آہ مگر یہ راج ٹھٹھول نیارا
بھیک کو ایک بھکارن آگے تو نے ہاتھ پسارا
میں ایسی الجھن میں الجھی سمجھ نہیں کچھ آیا
اپنی جھولی میں سے دان کا دانہ ایک تھمایا

دن جب ختم ہوا کی فرش پر اپنی جھولی خالی
دیکھی بات نرالی
میری اس معمولی سی ڈھیری میں صاف ابھرتا
تھا سونے کا اک دانہ کیا جگ مگ جگ مگ کرتا

پھر تو میں وہ پھوٹ کے روئی بیٹھی ۔۔۔ رام دہائی
ساری جھولی کیوں نہ الٹ دی اس کو، یہ پچھتائی

○

○

سارے کام نبیڑے دن کے، رین اندھیرا چھایا
اور یہ جانا، رین بسیرا کرنے
آخری آنے والا جو بھی تھا، نگری میں آیا
بھیڑ دیئے پٹ گھر گھر نے
گو اک آدھ نے پھر بھی ٹوکا، روکا، یہ سمجھایا
اک ہے باقی —— اور ابھی آنا ہے راج کنور نے،
"یہ ناممکن ہے" یوں سب نے ہنس کر بات اڑائی
جیسے کسی نے پھر کنڈی کھڑکائی ——
ہم نہیں بولے، سمجھے ہو گی تیز پون پروائی
اٹھ کر بتی بھی ہر ایک بجھائی
کچھ اونگھے کچھ سوئے
پھر اک بولا نیند میں کھوئے کھوئے
"آہٹ سی ہے شاید ایلچی آیا"
ہم ہنس کر بولے "یہ پھر جھونکے نے کواڑ بجایا"
آدھی رات کو گونجی ایک صدا سی، پھر دل دھڑکا
ہم سوتے میں بولے ہو گا یہ بجلی کا کڑکا
دھرتی دہلی، ہلیں دیواریں، اچٹی نیند ہماری
اک بولا پہیے چڑکے ہیں، گذری کوئی سواری
ادھ سوئے سے باقی بولے —— ہو گی ژالہ باری
ڈھول کی تھاپ یہ کوئی بولا —— رات ابھی تھی چھائی

"جاگو جاگو، دیر نہ ہو، پہلے ہی دیر لگائی
یہ سن کر دل بھینچ لئے، یوں ڈر سے سہم تھرائے
کچھ بولے" وہ دیکھو راج کنور جھنڈا لہرائے
وقت نہیں جو ٹھہریں وقت بھی کب ٹھہرے ٹھہرائے
راج کنور تو آیا۔ لیکن کدھر ہیں گجرے دیپک
کہاں بٹھائیں کب ہے یاں پر راجہ جی کی بیٹھک"
وہ لاج آئی، دھرتی میں گڑ جائیں لاج کے مارے
کوئی سبھا چوپال نہ کوئی جھنڈیاں پھول غبارے
ایک پکارا ہے بیکار یہ رام دہائی یارو
خالی ہاتھ سواگت کر کے بولو "آؤ پدھارو"۔۔
خالی خولی کوٹھڑیوں کے بیچ ہی لاؤ، اتارو
پھونکو سنکھ اپنے دروازے کھولو
اپنے اندھیر گھروں کے راج کنور کی تم جے بولو
بادل کڑکے اور فضا تھرائے ۔۔۔۔۔
بجلی اندھیارے کو لگاتی ہے گھاؤ پر گھاؤ
ایسی آدھی رات میں وہ گھر آئے ۔۔۔
پھٹی پرانی جیسی بھی ہے وہی چٹائی لاؤ
آنگن بیچ بچھاؤ

آندھی اور طوفان کے سنگ اچانک گھر آیا ہے
ایسی ڈراؤنی رات میں اپنا راج کنور آیا ہے

○

○

تیرے گلے کی مالا
نرم گلابوں کا یہ ہالا
جی چاہا میں تجھ سے مانگوں کھلا ہیاؤ نہ لیکن
آس لگائی پس ـــ نکلے دن
تو جس وقت سدھارے
کھاٹ پہ سے میں چن لوں گی خوشبو کے بکھرے پارے
صبح ہوئی تو ڈھونڈا جیسے کوئی بھکارن ہو
ہاتھ لگیں تو بس یہ بکھری پتیاں اک یا دو!
اوئی ری میں مرجانی
تیرے پیار کی اتنی ہی سی پاؤں ہائے نشانی
عطر پھلیل کی شیشی کوئی اور نہ دھونی کلیاں
تیری بجلی سی تلوار سے آگیں تیز اچھلیاں
بھور بھئے کھڑکی سے کرن اس گھاٹ پہ آ کے دہکے
پنکھ پکھیرو یہ پوچھے جب چہکے
کیا ہے تیرے پاس اری او ناری
عطر پھلیل، اگر لوبان نہ کلیاں ـ بس یہ کٹاری

یہ کیسی سوغات — مجھے یہ سُن کر دہ حیرانی
کونا کھدرا بھی نہ ملے، گو چاہوں لاکھ چھپانی
لاج آئے ہے لگائے پھروں جو — پھر میں کومل ایسی
چھاتی سے بھینچوں اس کو تو پیڑ اٹھائے کیسی
پھر بھی من میں اس ساری بپتا کا روگ سہوں میں
آخر ہے تیری سوغات — کہوں میں

اب کے پیچھے اس دنیا میں خوف نہیں پنپتے
میرے سب جنجالوں میں تو جیتے
تو نے کر دی موت مری ہمجولی
جیون ماتھے جھمکا لگا کر اسے بٹھاؤں ڈولی
تیری کٹاری سے یہ اپنے سارے بندھن کاٹوں
اس دھرتی پہ اپنے گھاؤ نہ چاٹوں
اب سے پیچھے تج دوں، جھوٹے کھوٹے روپ سنگار
کونوں میں بیٹھی نہ پروؤں آنسو موتی ہار

کیوں رہ تکنا، کاہے لاج سے لال گلابی رہنا
میں نے تیری کٹار کا زیور پہنا
مجھے سجے کیا اب گڑیا کا گہنا

○

○

تیرے کنگن پیارے پیارے
ان میں جڑے ہیں رنگ برنگے موتی تارے
مجھ کو لیکن بھائے، لگے کچھ اور ہی پیاری
تیری بجلی سی یہ بانک کٹاری
جیسے دیو آکاش کا پنچھی پورے پر پھیلائے
ڈوبتے سورج کی گہری لالی میں اڑتا جائے
حرکت میں جب آئے، جیسے لیوے کوئی سنبھالا
یاد کے درد میں آخر ہچکی لے کر، مرنے والا
جب یہ جھلکے جل اٹھتی ہیں لاٹیں
جینے میں جو ہر احساس کو اک جھٹکے سے کاٹیں

تیرے کنگن پیارے پیارے
اس میں جڑاؤ تارے
لیکن تیری اندر دیو کٹاری
اس میں ڈھلی ہے کیفیت یہ نرالی رام سنواری
سوچوں تو ڈر جاؤں
دیکھوں تو مر جاؤں

○

○

تیرا دل بوجھل ہے اب آنکھوں میں نندیا چھائی
تجھ تک خبر یہ نہیں کیا آئی ؟
کیسی آن سے کانٹوں میں وہ پھول کھلا ہے
جاگ کہ بیتا وقت تو پھر بیکار گلہ ہے
تنہائی کے دیس، جہاں ہے ختم ڈگر پتھریلی
ساجن اکیلا بیٹھا ہے ___ تو اس سے چھیل چھبیلی
چھل مت کر، اٹھ، جاگ بھی جا، ری، اٹھ جا
دیکھ کسل مت کر آکاش اگر ہے سلگا سلگا
سندھکاتے اور تاپ چڑھاتے
جلتا بالو پاس کپڑ پھیلاتے
تن یوں پھونکے جہاں ہونٹوں پہ آئے

کیا نہیں ہے کوئی خوشی بھی تیرے دل کے اندر
تیرے پیروں کی اک اک آہٹ پر
رستے کا اِکتارا
چھیڑے گا راگ ایسا میٹھا میٹھا ___ اور دکھیارا

○

○

جی سے تجھے سراہا
میں نے تجھ سے کچھ نہیں چاہا
اپنا نام تلک نہ بتایا
پھر تیرے جانے کا جب وقت آیا
کیسی سخت گھڑی تھی
پنگھٹ پر چپ چاپ کھڑی تھی
پیڑ کا سایہ ٹیڑھا ڈھلکا، جلتی دھوپ اڑی تھی
اپنے گھڑوں میں پانی بھر کر
گھر چل دیں سکھیاں رستے پر
ہر کوئی بولے اور پکارے
"ری، آجا بھی ساتھ ہمارے
صبح ڈھلی ہے
یہ دوپہرا اوڑھ چلی ہے"
میں کچھ دیر تھکن سے موئی
واں بیٹھی سوچوں میں کھوتی
ایسی، آہٹ بھی نہ ہوئی جب تو آیا تھا
مجھ کو دیکھ کے آنکھوں میں دکھ لہرایا تھا
جو تیرے لہجے میں کچھ کچھ چھلکا

جب تو مجھ سے بولا ــــ ہلکا ہلکا
''آہ میں اک پیاسا راہی ہوں
اپنے سپنوں سے چونکوں میں اوک میں پانی بھر دوں''
چونک اٹھی، پنکھا جھل جائیں جیسے تیز ہوائیں
پتّے سر سر لہرائیں
کوئلیں کو کو تان اڑائیں
موڑ سے پھولوں کی باس آئی
تو نے میرا نام جو پوچھا، گنگ ہوئی ــــ شرمائی

کب تجھ کو یادوں میں رکھا
پہنا ہار یہ کب نو لکھّا
آتی ہے بس یاد سہانی
پیاس بجھانا، پلانا پانی

یا دیہی من میں بولے ہے
ذہن میں میٹھا پن گھولے ہے
صبح ہوئے اب دیر ہوئی ہے
ٹوٹ رہی ہے پنچھی کی لے
میں بیٹھی ہوں نیم کے پتوں کی سر سر میں
ڈوبی سوچوں کے ساگر میں

○

○

بس ایسا ہے ۔۔۔ مجھ میں تیری راحت ہے بھرپور
بس ایسا ہے ۔۔۔ تو آیا ہے میرے پاس ضرور
اے سارے آکاشوں کی سرکار
میں جو نہ ہوتی، کرتا کہاں بسرام یہ تیرا پیار
اس دولت میں تو نے کیا ہے مجھ کو حصے دار
دل میں ختم نہ ہو تیرا سکھ ایسی راس رچائے
جیسا تو چاہے جیون ویسا ہی روپ اپنائے
اور ہمیشہ اس پر ہو یہ نکھار
مہابلی اس کارن تو باندھے کاہے تلوار
کر کے روپ سنگار
تو کر لے ہے میرے اس تن من کو سہل شکار
تو چاہے جو آپ
تیرا پیار رکھے اس میرے پیار سے میل ملاپ
اور پھر ایسا ہو
جیسے ایکتا میں مل جائیں دو!

○

O

اجیالے میرے اجیالے تو جگ کو اجیالے
اجیالے جو آنکھ میں جوت جگالے
اجیالے جو من میں میٹھا ڈھالے
اے اجیالے — میرے جیون اندر رنگ پیارے
پیار کی تاروں پر جو ہلکے ہلکے چوٹیں مارے
کھل جائے آکاش، ہوائیں ہو کر پاگل چھوٹیں
دھرتی سے ہنسیوں کے جھرنے پھوٹیں
اجیالے تیرے ساگر پر
پال اپنے اپنے لہرائیں تیتریاں البیلی
اجیالے تیری لہروں کے ہو ہو جائے سر
چمپا اور چمیلی
اجیالے — تو روپا کنچن بادل میں بکھرائے
مٹھی بھر بھر موتی پھینکے، چم چم وہ چمکائے
تیرے دم سے پتہ پتہ جھومے راس رچائے
خوشیوں کا ہر کوئی جشن منائے

بہ نکلیں باہر یہ ہنستے کھیلتے روپک دھارے
روک سکیں ان کو نہ گگن ندیا کے تنگ کنارے

O

آج پیا جی تم یہ بات بھی ہونے دو
گیت میں سارے بول خوشی کے آخری بار سمونے دو
دھرتی میں خوشی جو ڈالی ڈالی پتے پتے جھومے ہے
ڈھیروں کے حساب اس اگتے گھاس کو چومے ہے
جیتی مرتی جڑواں بہنوں سنگ رہے اور گھومے ہے
جگ میں ناچ رہے ہیں سارے
جس سے طوفانوں کے دھارے
وہ جیون کو جگاتے بھگائے
ٹھٹھے باز، ٹھٹھول اڑائے
وہ جو دان آنسو کرتی ہے
لال کنول میں دکھ بھرتی ہے
ہنستے ہنستے ہر شے کو جو خاک میں رولے
پر منہ سے اِک لفظ نہ بولے !

O

میں تو یہ جانوں میرے دلدار
اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے تیرا پیار
پتوں میں جو ناچ رہا ہے نور
بادل جو واں تیر رہا ہے دور
اور یہ پروائی آوارہ گرد
جو کر جاتے میرا ماتھا سرد
نور آنکھوں میں صبحوں کے ہنگام
دل تک آتا سا تیرا پیغام
تو جو اوپر سے مکھڑا چمکائے
یہ تیری آنکھوں کے پیارے سائے
جو میری آنکھوں میں یوں لہرائے
یہ جو اک جاگی مستی سے چھائے

میرا سویا سویا دل اٹھ جائے
یہ سیدھا تیرے چرنوں میں آئے

O

○

جن کا کوئی انت نہیں ان سنساروں کے گھاٹ
نیچے بالک کرتے ہیں ہنس ہنس کر میل ملاپ
اور گگن دم سادھے کیسا ٹھہرا ہے چپ چاپ
بے چینی دھاروں کو جائے کاٹ
جن کا کوئی انت نہیں ان سنساروں کے گھاٹ

گہرا پانی کھلا سمندر —— لہریں ماریں زور
نیچے بالک کھیلیں کودیں، اور مچائیں شور
بن بن کر پتّوں کی جو بھی یہ ڈالیں ہیں ناؤ
لے جائے ہے ساتھ بہا کر تیز اتار چڑھاؤ
کیسے تیریں پانی میں جانیں نہ یہ بالک بال
اور نہ آوے ان کو کیسے ڈالا جائے جال
موتیوں کے کھوجی ماریں ہیں ڈبکیاں لیتے ٹوہ
آئے جہازوں میں بیوپاری لوگ گروہ گروہ
نیچے بالک بیٹھے رہے ہیں سیپیاں گھونگے رول
جال نہ پھینکیں، تہ میں چھپے جو ڈھونڈیں دھن انمول

پیلی پیلی کرنوں میں مسکاتا جائے گھاٹ
ہنس ہنس کر ساگر کا بڑھتا گھٹتا جائے پاٹ
موت کی کاروباری لہریں گو بجنیں راڑ مچائیں
بچے بالوں کو بے معنی لوری گیت سنائیں
جانو جیسے پالنے کو ہلکورے دے کر مائیں
ساگر کرتا ہے بچّوں سے کھیل
پیلی پیلی کرنیں گھاٹ پہ کرتی جائیں کلیل
بچے بالک ہنس ہنس کریں ملاپ
بے پگڈنڈی کے آکاش پہ آندھی کی ہے تھاپ
بے رستے کے پانی اوپر گئے سفینے ٹوٹ
موت نے ہر سو آن مچائی لوٹ
جس کا انت نہیں ہے کوئی اس سنسار کنار
بچوں کی ہے ایک ہنسی کلکار
بال ملن تہوار ــــــــــ

○

○

دھیرے دھیرے نیند جو بالک کی آنکھوں میں آئے
یہ آتی ہے کہاں سے —— کون بتلائے
لیکن سنتے ہیں پریوں کے دیس میں ہے اک گاؤں
جس پر چھائی رہتی ہے جنگل کی گھنیری چھاؤں
جگنو بنتے رہتے ہیں واں مدھم مدھم نور
اس کا ٹھکانہ ہے وہ —— دور
واں پر ہے دو نازک کلیوں پر مستی کا ہجوم
واں سے آکر یہ بچے کی آنکھیں لیوے چوم
سوتے بچے کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکان
کون سے دیس سے آکر جھلکی، کون کرے پہچان
سنتے ہیں یہ نئی کرن ہے، لیکن زرد اور ماند
جاتی خزاں کے بادل پہ سے جو جھلکائے چاند
سینے میں جب بھور نہائے اوس
تب یہ ہنسی بچے کی ہو لب بوس
بچے کے انگ انگ کا ایسا نازک نرم سبھاؤ
کون چھپائے تھا یہ اب تک، کون، کہو، بتلاؤ
—— جب تھی کنواری کنیا ماں، اس کے من کا گھیراؤ
پیار نے آن کیا تھا چل کر چپکے چپکے داؤ
اس کے تازہ رس کا بچے کے انگ انگ بہاؤ

○

○

میرے بچے جب دوں تجھ کو رنگ برنگ کھلونے
تب تجھ کو احساس لگے یہ ہونے
کیوں ہے گھٹاؤں میں رنگوں کی ایسی آنکھ مچولی
کیوں پانی میں ان کی پڑیا گھولی
اور ہے کیوں پھولوں میں ان کی ہولی
جب بھرتا ہوں رنگ برنگ کھلونوں سے میں جھولی
جب میں تجھے نچانے کو یوں گاؤں
جان سمجھ یہ پاؤں
پتوں میں کیوں گیت بھرا ہے
لہروں میں کیا ساز دھرا ہے
جو بھیجیں سنتی دھرتی کے من کو میل ملہاریں
میں گاؤں، جب ناچ پہ تجھ کو میرے بول ابھاریں
میں جب میٹھی میٹھی چیزیں لاؤں
تیرے للچائے للچائے ہاتھوں بیچ تھماؤں
جان سمجھ یہ پاؤں
شہد سے کیوں بھرپور ہے پھول کٹوری
پھل میں کیوں رس بھرے ہے چوری چوری

بھروں مٹھائی سے آگے آئی ہتھیلی توری
منہ چوموں تو کھل کھل ہنس دے میرے راج دلارے
اک ٹھنڈک سی میرے بدن میں سمارے
گرمی کی رت میں پروائی اتارے
خون میں سکھ بھرجائے، لہریں مارے
بھور بھئے، آکاش سے اتریں نور ندی کے دھارے
تجھے ہنسانے کو جب چوموں میں تیرا منہ پیارے

○

○

جن سے میری جان نہ پہچان ایسے دوست ملائے
ایسے گھروں میں تو لے آیا مجھ کو جو ہیں پرائے
دور پرے نزدیک کئے، پردیسی بھائی بنائے

بے کل ہوتی ہوں جب چھوڑوں اپنا رین بسیرا
بھول ہی جاؤں نئے نے پرانے میں آ ڈالا ڈیرا
بھول ہی جاؤں اس ہی میں ہے ٹھور ٹھکانہ تیرا

اس دنیا یا دوسری دنیاؤں میں جیتے مرتے
تو لے جاتے مجھ کو، جدھر بھی راہ نمائی کرتے
وہ اک ساتھی تو کہ جیون جیون ساتھ نبھائے
اس دل کو ان دیکھی خوشیوں کے بندھن پہنائے
جن سے میری جان نہ پہچان اس کے ساتھ ملائے

مان لے میری اِس بنتی کو تو
ایک کے مس کا لطف نہ جائے، کھیل ہیں سب کو چھو

○

○

چھلک چھلک جاتے ہے یہ جو میرے جیو کٹورے
سوم رس اس سے تو کیا پینا چاہے ساجن مورے
اور اگر ہے آشا
اپنے جگ کا کرنا میری آنکھیں کھول تماشا
میرے کانوں کی کھڑکی میں آکر
اپنے گیت بھجن سننا خود گاکر
تیرا میرے دھیان میں بُننا لفظ کا تانا بانا
پھر یہ راگنیوں سے میل ملانا
اور مرنے سے گانا

تیرا اپنا آپ مجھے یوں پریم کے ناتے دینا
اور پھر اپنے میٹھے پن کا لطف مجھی سے لینا

○

○

جس جاندی اترے ہے ڈھلوان سے تیز اکیلی
میں نے لمبی گھاس میں سے یہ پوچھا "بول سہیلی
اپنے دیپک پر آنچل کی ایسے اوٹ کیے تو
جاتی ہے کس اور لیے تو
میرا سونا جھونپڑا اندھیارے سے کالا کالا
دے جا، تجھ سے مانگوں بھیک اجالا"
اس نے رک کر
کالی کالی آنکھیں پل بھر
اندھیارے میں ڈالیں مجھ پر
پھر بولی "میں تو ندیا پر آئی ہوں
اور یہ اپنا جلتا دیپک لائی ہوں
جب دن ڈوبے گا میں اس کو لہروں پر تیراؤں گی
پھر اپنے گھر جاؤں گی ___"
لمبی گھاس میں سے پھر میں نے دیکھا ___ تو
اک دیپک کی ٹم ٹم لو
جیسے اس کی یہ بیکار سی کوشش ہو
اجیالے ان تیز اڈتی لہروں کو ___

(۸۶ پر جاری)

○

بیٹھی ہے جو میری ذات کی گہرائی میں
پار افق کے اجیالے میں، زیبائی میں
بھور بھئے بھی جو نہ اٹھائے اپنا گھونگھٹ
اس کو اپنے آخری گیت میں ڈھال کے جھٹ پٹ
میرے آقا تیری بھینٹ چڑھاؤں
آخری بار یہ لاؤں
بولوں نے چاہا لیکن یہ اس کو جیت نہ پائے
آئے نہ ان میں بے شک آشا بھی باہیں پھیلائے
میرے خیالوں آن سمائے
نیندوں سپنوں میں سستائے
کیسے کیسے حکم چلائے
لیکن ہاتھ نہ آئے
لوگ مرے پٹ کھڑ کاتے ہیں
پھر مایوس چلے جاتے ہیں۔

کوئی نہیں ہے جس نے اس کا مکھ دیکھا ہو
ایسے تنہائی میں جو
بیٹھی ہے یہ آس لگائے کب سے جانے
تو آئے، دیکھے، پہچانے

میں نے پوچھا ــــ "رات کا ہے ایسا گہرا سناٹا
تو نے دیپک کی لو سے اندھیارے کو کچھ کاٹا
تو اس کو اس طرح اٹھائے
کس اور ایسے جلدی جلدی جائے
میرا سونا جھونپڑا اندھیارے سے کالا کالا
دے جا تجھ سے مانگوں بھیک اجالا"
میرے مکھ پر اس نے اٹھائیں آنکھیں کالی کالی
پل بھر ٹھہری، شک میں ڈوبی ایک نظر سی ڈالی
پھر بولی "کیوں آئی ہوں ــــ بتلاؤں
اپنا جلتا دیپک اب آکاش کی بھینٹ چڑھاؤں"
دیکھوں میں وہ دیپک ایک خلا کے خول تلے ہے
اس کی روشنی واں بے کار جلے ہے
تھی بن چاند اماوس کی آدھی شب ــــ اس سے میں نے پوچھا یہ جب
بول سہیلی کس کی کھوج میں آج ہوا ہے آنا
ایسے دل کے ساتھ لگائے دیپک کا نذرانہ
میرا سونا جھونپڑا اندھیارے سے کالا کالا ــــ دے جا تجھ سے مانگوں بھیک اجالا"
وہ پل بھر کو ٹھہری ــــ مجھ پہ اندھیرے میں بے نظر اب کے دوڑائی گہری
پھر بولی " دیوالی کے تہوار میں شامل کرنے
دیپکوں کے سنگ اس جا لائی ہوں یہ دیپک دھرنے
اپنی منت بھرنے
میں نے دیکھا وہاں کھڑے وہ اس کا ننھا دیپک
روشنیوں میں کھو گیا بیکار اور نہ آئے نظر تک،

○

تو ہے فلک اور تو ہی نشیمن
اے جانِ من —
تیری محبت کا یہ مسکن
اس سے میری روح میں آئیں
خوشبوئیں رنگ اور نوائیں
صبح سبد زرّین اٹھائے
دائیں ہاتھ میں گجرے لائے
ارض کو چمکیے سے پہنائے
دور چراگاہیں جو خالی
کر کے گئے ریوڑ رکھوالی
شام اٹھائے سنہری گاگر
لے پگڈنڈی کے رستے پر
دھیرے دھیرے آئی چل کر

مغرب میں ساگر سے بھر بھر
لطف اور چین کا بادہ خوش تر
پیتی جائے اور پلائے
مستی کا اک عالم چھائے
لامحدود مگر پہنائی
روح کی یہ پرواز آرائی

اوپر اوپر بالا بالا
پاکیزہ بے داغ اجالا
اس میں دن اور رات نہیں ہے
رنگ برنگی ذات نہیں ہے
ایسی کوئی بات نہیں ہے

○

تیری کرن میری دھرتی پر آتی ہے
باہوں کو پھیلاتی ہے
میرے در پر آن کھڑی ہو جاتی ہے
دن ہو ختم تو وہ لے جا کر تیرے پاؤں میں ڈالے
میرے گیت آنسو میں ڈوبے، میرے آہیں نالے
اور بنا کر بادل —
جیسے ہو یہ آنچل
اپنی تاروں بھری چھاتی پہ لپیٹے
کتنے نمونے سلوٹ سلوٹ یوں رنگین سمیٹے
اور کبھی تو گہری چھب جڑ جائے
اور کبھی مدھم مدھم پڑ جائے
اور یہ جب بن جائے نازک آنسو
پھر اس کو کتنا چاہے تو
بس لے داغ متین اے پیارے
تیرے تیز اجیالے کے لشکارے
ان پر یہ غمگین پرچھائیں ڈالے
ایسے اسے چھپا لے —

○

میری رگوں میں جیون ندی دوڑے جو دن رات
وہ ہی جگ میں ناچ رہی ہے خاص سلیقے سات
یہ ہی جیون تو چیرے ہیں زمین کی مٹی خاک
اور جھلائے مستی سے ہر تنکا سب خاشاک
اور مچائے ٹہنی ٹہنی پتے پتے شور
خوب لگا کر زور —
یہ ہی کھینچے ہے پھولوں کی ڈورا —
یہ ہے موت جنم کا ساگر گہوارہ بھی جھلائے
جوار اور بھاٹا للائے
یہ جیون کا جگ جب میرے انگ انگ اندر آئے
یا مجھ کو چھو جائے
من کیسا اترائے
— یہ اتراہٹ پائے
اس جیون دھڑکن سے جگ جگ جو جھومے لہرائے
اور جو اس پل میرا خون گرمائے۔

○

کیا یہ تیرے بس میں نہیں ہے
خوش ہو سن کر یہ میٹھی لَے
گر کر خود کو اس میں ڈبو کر
چور اس مستی سے ہو ہو کر
اور اس کی تندی میں سمو کر
تو یکسر رہ جائے کھو کر
بھاگ رہی ہیں چیزیں ساری
ان کو اب رکنا ہے بھاری
کوئی نہیں ٹھہرے ہے دم بھر
کوئی نہیں دیکھے ہے مڑ کر
ہر اک ایسی اندھا دھند بھاگے
روک سکے کون آ کر آگے
قدم ہر اک اس طور اٹھاتی

بے کل راگنی سنگ ملاتی
آئیں جائیں ناچتے موسم
جھرنوں سے ٹپکاتے ہر دم
رنگ اور تانیں اور خوشبوئیں
بس جائیں جو روئیں روئیں
ہر اک پل یہ روپ دکھائیں
نکھریں بکھریں اور مر جائیں

○

○

میں ایسی بن جاؤں —
گھوموں چاروں سمت اور چھاؤں
تیری چمک پہ بن کر رنگ برنگا سایہ
ایسی تیری 'مایا'
اپنی ہستی کے گرد آڑ بنائے
پھر یہ لاکھوں بولوں میں سنولائے
اور یہ تیری 'آپی برہن' میرا تن بن جائے —
گونجے فلک میں تیرا سوز کا سرگم
بن کر سوزنگوں کے آنسو ہر دم
دھڑکے، امیدیں مسکائیں
لہروں کی ڈبکنیاں اور اٹھانیں
ٹوٹتے بنتے سپنے
کیا کیا بن کر مجھ پر کھولے جائیے تو گن اپنے —
تو نے یہ پردہ جو آڑ بنایا
اس پہ کیا کیا نقش بنائے، کیا کیا رنگ لگایا
اس کوچی سے رات اور دن کی
بیٹھ گیا ہے پھر تو پیچھے آڑ لئے یوں جن کی —
بُن کر اپنی مسند کیسے ٹیڑھے میڑھے بھیدوں سے
سیدھے خطوں اور چھیدوں سے —

○

سنیاسن بن جاؤں
میں ایسے مکتی تو نہ پاؤں
میرے گلے سے آن لگی ہے رہائی
تیری زنجیر اپنے آپ کو میں نے جب پہنائی

اس مٹی کے پیالے میں دائم تو بھر بھر ڈالے
کتنے ہی رنگوں خوشبوؤں والے
اپنی مدھرا کے تازہ رس —

تیرے اجیالے سے یہ پس
میری دنیا سینکڑوں دیپک کر کے روشن
تیرے مندر بھینٹ چڑھائے ہے سب تن من

میں نہیں روکوں میری سمجھ بوجھے
سننا، چھونا، سب تیری مرضی سے سوجھے
ہاں پلٹے گی میری کایا
میری ساری مایا چھایا
تیری خوشی کے نور میں جلتی جائے
میری اک اک آشا تیرے پیار میں ڈھلتی جائے
پھولتی پھلتی جائے

○

تیرے اندر ہے جو گوری
تجھ کو چھو کر چوری چوری
تیرے تن میں رس بھرتا ہے
اور تجھے سدھ میں کرتا ہے
وہ ہی تیری آنکھوں میں مستی بھی گھولے
وہ ہی تیرے دل کے تاروں میں بھی بولے
دھیرے دھیرے ہولے ہولے
کتنی دھنوں میں ہنس لے رولے
وہ ہی ہے مایا کا جالا
کچے کچے رنگوں والا
روپا ایسے صاف سجیلے
سونے ایسے پیلے پیلے

لال ہرے اور نیلے
تہ پر تہ پردے سے ڈالے
ان میں سے وہ پیر نکالے
تیرا جی چاہے جو چھولے
اپنے آپ کو بھولے
چلتا جائے تیز زمانہ
اس کا تیرے بیچ ٹھکانہ
تیرا دل دھڑکائے
اب اپنا یہ نام بتلائے
اب وہ بھیس بنائے
اب خوشبوؤں سے بہلائے
اب دکھ دے — تڑپائے

○

○

ختم ہوا دن پرچھائیں ہے اب دھرتی پر
وقت ہے جا کر ندیا سے بھر لاؤں گاگر
سانجھ کی پروائی دھرائے
پانی جو دکھ ٹھمری گائے
آہ یہ اندھیارے میں بلائے
سونی سونی پگڈنڈی پر
نظر نہ آئے کوئی مسافر
پروا شور مچائے
ندیا میں سر موج سے موج بھڑائے
کیا جانوں پھر گھر بھی لوٹ کر آؤں
کیا جانوں رستے میں کس کو پاؤں
گھاٹ پہ چھوٹی سی دنیا میں پردیسی انجانا
اپنی بانسریا میں بجائے گانا

○

○

ہم فانی انسانوں کو ہر چیز عطا کرتا ہے تو
اپنی ساری نعمتیں کیا بھر بھر کے دیا کرتا ہے تو
پھر تیری ہی سمت پلٹ جاتی ہیں یہ
کب کچھ گھٹ جاتی ہیں یہ ——
روز کا فرض ندی کو پورا کرنا ہے
کھیتیاں سینچنی، گٹیاؤں میں برتن یاسن بھرنا ہے
پھر بھی اس کی موجوں کو بن ٹھہرے چلتے رہنا ہے
تیرے پاؤں کو دھو دے آکر —— بہنا ہے!

پھول ہوا کو خوشبو سے مہکاتے ہیں
ٹھیک ٹھکانے لگتے ہیں جب بھینٹ تری چڑھ جاتے ہیں
تیری پوجا سے کب دنیا میں کچھ گھاٹا پڑتا ہے
شاعر جب لفظوں کے موتی جڑتا ہے
جو بھی چاہیں لوگ معانی لیتے ہیں
اصل پتہ لیکن یہ بتا دیتے ہیں

○

○

دن پر دن جائیں اے میرے جیون دینے والے
یہ ہے تیرے حوالے —
میں بیٹھی ہوں دھرنا مارے
تیرے آگے جوڑے ہاتھ جگت کے پالن ہارے
تیرے منہ کی سمت کئے منہ پیارے
تیرے اس اونچے آکاش کے نیچے میں دم سادھوں
پھر چپ چاپ اکیلی اور یوں
دل میں تجھے اتارے — میں بیٹھی ہوں دھرنا مارے
تیرے منہ کی سمت کئے منہ پیارے
تیرا یہ جگ ہے دکھیارا
جتن کٹھن کا دنگل سارا
یہ لوگوں کے جمگھٹ
دوڑے جائیں سرپٹ
روپ نگر میں جوگن کا دھارے — میں بیٹھی ہوں دھرنا مارے
تیرے منہ کی سمت کئے منہ پیارے
جگ میں جب میرا نبٹے گا دھندا
توڑ کے اس کا پھندا
آجاؤں گی راجاؤں کے راجہ تیرے دوارے
میں بیٹھی ہوں دھرنا مارے — تیرے منہ کی سمت کئے منہ پیارے

○

○

نئی نئی جب دنیا ہست میں آئی
تاروں نے پہلی شوبھا چمکائی
منڈلی فلک پر دیوتاؤں نے جمائی
مل کر یہ دُھن گائی
"اچھائی کے پورے خاکے
اے سکھ چین بنا جو سچے سچے روپ ملاکے"
لیکن ایک اچانک یہ چلّایا
"میں نے تو یہ پایا
ٹوٹ گیا ہے بیچ کہیں سے اجلے نور کا دھارا
کھویا ہے اک تارا"
تار سنہری تب ان کی بربط کے جھن سے ٹوٹے
بول رکے گانے کے۔ چھکّے چھوٹے
اور وہ بولے

مایوسی میں ہولے ہولے
"ہاں جو سب سے اچھا تھا وہ تارا ہم نے کھویا
وہ سارے آکاشوں کا دل" گویا"
تب سے اس تارے کی کھوج ہے جاری
اک اک چیز پکاری
اس تارے کے ساتھ گئی ہیں اپنی خوشیاں ساری
رات کی چھائی ہے گہری خاموشی
تارے اس میں ہنس ہنس کر کرتے ہیں یہ سرگوشی
کس کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں بیکار یہ مارے مارے
ان کے اپنے گرد ہیں سارے اس کے نور نظارے

○

○

دور کھڑا ہوں — تو مالک میں داس
جان کے تجھ کو اپنا لگ جاؤں نہ تیرے پاس
باپ نہ کہہ کر چرنوں میں گر جاؤں
ماں کے ساتھی ہاتھ نہ تیرے ہاتھوں میں پکڑاؤں
اپنے دل میں بٹھاؤں
تجھ کو اپنا میت بناؤں
تو بھائیوں میں بھائی
ان سے نہ لیکن میں نے توڑ نبھائی
اور نہ بانٹ کے کھائی
ان کے ساتھ کمائی
اور نہ تیرے سنگ ہی بانٹ بٹائی
لوگوں کے دکھ سکھ میں نہیں میں آؤں کسی کے کام
اور مری یہ آشا ہے یوں تیرا دامن تھام
جائے نہ میری جان مگر چاہوں ہو جائے ملاپ
جیون جل کے ساگر میں گر جاؤں نہ جا کر آپ

○

○

میرے بھاگ نہیں ایسے گر
تجھ سے ملنا ہو جیون بھر
میری نظر ہی — جانوں ہیں تو
دیکھ نہیں سکتی ہے تجھ کو
پل بھر بھی یہ مت بسراؤں — یہ دگدا سینے سے لگاؤں
اپنے سپنوں بیچ بھر دیں یہ — جاگوں تو محسوس کر دیں یہ
گذریں دن دنیا کی بھری منڈی میں میرے
فائدے ہاتھ لگیں دن رات بہتیرے
لیکن ہو احساس نہیں کچھ بھی پایا ہے
ہر پل بیٹھا سوچوں کیا گھاٹا کھایا ہے
پل بھر بھی یہ مت بسراؤں — یہ دگدا سینے سے لگاؤں
اپنے سپنوں بیچ بھر دیں یہ جاگوں تو محسوس کر دیں یہ
جب بیٹھوں رستے پہ کنارے

سخت نڈھال تھکن کے مارے
خاک پہ بوریا جب بھی ڈالوں!
دل سے نہ یہ اک بات نکالوں!!
کچھ ہی دیر ٹھکانہ ہوگا — مجھ کو لمبا جانا ہوگا
پل چھِن بھی یہ مت بسراؤں — یہ دگدا سینے سے لگاؤں
اپنے سپنوں بیچ بھروں یہ — جاگوں تو محسوس کروں یہ
جب کٹیا کو ٹھیک سجاؤں!
ہنس ہنس گیت ترانے گاؤں
دل میں ایک کھٹک سی پاؤں
کیوں نہ تجھے اس بیچ بساؤں
نکلوں لاؤں جاؤں بلاؤں
پل بھر بھی یہ مت بسراؤں — یہ دگدا سینے سے لگاؤں
اپنے سپنوں بیچ بھروں یہ — جب جاگوں محسوس کروں یہ

○

○

اے میرے بھرپور چمکتے سورج — میں تو
جیسے گگن پر بت جھڑ کا بادل اڑتا ہو
تو نے چھو کر میری بھاپ نہیں پگھلائی
تجھ میں نہیں میں بن کے نور سمائی
کتنی گذری یہ دن رات جدائی

گر ہے تیری آشا
یہ ہے تیرا کھیل تماشا
تو میرا اڑتا خالی تن
لے کر کر دے اس کو کندن
رنگ آوارہ ہوا کے بھر دے
ایک اچنبھا کر دے
ختم کرے گا تو کھیل اپنا
تب میں رات کے اندھیارے سے کر لوں گی میل اپنا
یا پھر صاف سویرا جب مسکائے گا
میری ہنسی ٹھنڈے اجلے پن میں خود جھلکائے گا

○

کیا میرا من رو یا ہے
وقت جواب تک یوں کھویا ہے
لیکن میں نے کھوئی کہاں ہے
یہ جیون کی جو گھڑیاں ہیں
وہ تو تو نے چھین لیاں ہیں
خود کو چیزوں بیچ چھپا لے
بیجوں کو اندر سے ڈھالے
کلیوں سے تو پھول کھلائے
میووں کو شاخوں پہ پکائے

میں تھک کر کھٹیا پر لیٹی
جانا ہر اک چیز سمیٹی
سوچا دھندے ختم ہوئے سب
بھور پھٹے سو کر اٹھی جب
دیکھا تو میری پھلواری
پھولوں سے بھرپور تھی ساری

○

وقت کی تھاہ نہیں ممکن ۔۔ لے
کون ترے پل گھڑیاں گن لے
دن رات اور جگ بیتے جائیں
پھول ایسے کھل کھل مرجھائیں
تو بیٹھا یہ جانے
آگے پیچھے جائیں زمانے
جنگلی پھول کھلا کر پورا
رہ جائے گا کام ادھورا
وقت نہیں جو وقت کو کھوئیں
ہاتھ لگے سے ہاتھ ہی دھوئیں
حیثیت کیا تیری میری
ہم جو لگائیں دیری!
وقت لگاتے پر اڑتا ہے
جو حصہ اس میں جتلائے
تیری بھینٹ کو جو جڑتا ہے
مجھ سے جھگڑا مول لے جائے
تیری قرباں گاہ ہے خالی!
اس پہ چڑھا پاؤں نہیں ڈالی
بھیڑ نہ لے تو پٹ ڈرتی ہوں
دن چھپ جائے گا مرتی ہوں
وقت ہے، اطمینان آئے ہے
میری جان میں جان آئے ہے

○

○

ماں میں دکھ کے آنسو روؤں
یہ نولکھا ہار پروؤں
کرنوں کی پازیب بنائے
تارے پاؤں سجانے لائے
تیری دین یہ شہرت یہ دھن
دے کہ نہ دے تیرا اپنا من
میرے دکھ کا یہ پشتارا
اپنا ہے سارے کا سارا
جب یہ تیرے بھینٹ چڑھاؤں
بدلہ جھولی بھر بھر پاؤں

○

یہ ہے درد جُدائی کا جو
ڈھانپ رہا ہے سارے جگ کو
اور آکاش پہ بھی یہ بنائے
کتنی شکلیں، کتنے سائے
آنکھ جہاں تک پہنچے، جائے

یہ ہے درد جدائی کا جو
رات میں جب سب خاموشی ہو
تارے سے تارے تک جھلکے
راگ سنائے ہلکے ہلکے
جب پتوں کو آن جھلائیں
ساون کی گھنگھور گھٹائیں
روگ سا پھیلے دکھیاروں میں
ان کی آشاؤں پیاروں میں
دکھ دھوپوں میں سکھ چھاؤں میں
جھونپڑوں میں اور کٹیاؤں میں

یہ ہی روگ ہمیشہ پگھل کر
گیتوں اور نغموں میں ڈھل کر
اپنی پیڑ اور اپنی دکھن سے
اٹھتا ہے شاعر کے من سے

○

راجہ کے دربار سے نکلے جب ساونت اوریل
کہاں چھپاکر آئے تھے وہ سب اپنا کس بل
کہاں جھلم ہتھیار دھرے تھے
کیسے بے بس ان کے پرے تھے
راجہ کے دربار سے نکلے کہیں نہیں تھیں آڑیں
دن بھر ان پر ہوتی رہی تھیں تیروں کی بوچھاڑیں

راجہ کے دربار کو لوٹے جب ساونت اوربل
کہاں چھپاکر رکھا تھا وہ سب اپنا کس بل
چھوٹے تیر کماں تلواریں
ماتھے پر تھیں اس بہاریں
پیچھے چھوڑ کے اپنے جیون کا سارا رس آئے
جس دن وہ پھر راجہ کے دربار کو واپس آئے

تیری باندی موت، مرے دروازے اوپر آئی
ان دیکھے ساگر طے کر کے پروانہ گھر لائی
رات ڈراؤنی اور اندھیاری، من میں خوف براجا
دیپک لے پٹ کھول کہونگی پھر بھی جھک کر "آجا"
تیرا ایلچی میرے گھر پر آیا
کروں سواگت اس کا، دل بھر آیا
جوڑ کے ہاتھ کروں پرنام اسے میں
دے دوں سارا جام اور دام اسے میں

اپنا کام کرے وہ، چل دے
میری صبح پہ کالا سایہ مل دے
یہ میرے گھر کی ویرانی
اس میں میری ہستی فانی
تیری آخر نذر نشانی
دی جو منّت مانی

○

یاس میں آس لیئے ڈھونڈ رہا ہوں اس کو
وہ مرے کمرے کے کونے میں چھپی بیٹھی ہو
وہ ملے ہی نہ مگر
اور ذرا سایہ گھر
جو یہاں سے جائے
پھر نہیں آئے — نہیں پھر پائے

وہ بڑی تیری حویلی ہے وہ اونچے پھاٹک
ڈھونڈتا ڈھونڈتا پہنچا ہوں اسے میں یاں تک
یہ ترے شام کے آکاش کی زریں چھتری
تیرے چہرے پہ نظر شوق بھری
سخت کوشش سے مگر میں ڈالوں
اس کے نیچے یہ کھڑا ہو کر یوں
اس امر گھاٹ پہ جو آیا ہوں
کچھ نہیں مجھ سے رہا ہے اوجھل
آس سکھ چین — وہ مکھڑا کومل
نظر آتے ہیں کیا آنسوؤں نے گو جل تھل
کائنات ایسی مکمل اور گرم
اس طرح تیرا ہو محسوس مجھے لمس یہ نرم

○

○

تیرا سونا سونا مندر
دنیا کے ٹوٹے تاروں پر
تیری بانی گائی نہ جائے
گھنٹی ٹن ٹن بج نہ بتائے
شام، سمے تیری پوجا کا
اور گھُٹا ہے سانس ہوا کا

یہ تیرا سنسان دوارا
جھونکا پروا کا آوارا
پھولوں کا سندیسہ لائے
لیکن پھول نہ لے کر آئے
کوئی جو تیرے بھینٹ چڑھائے

تیری ایک پرانی پجارن
تن من تج کے تیرے کارن
آس لگائے ہے بے چاری

گھوم رہی ہے ماری ماری
اس کی جھولی خالی ساری

سانجھ سمے جب لائیں سائے
سب کچھ میٹیالا ہو جائے
وہ سونے مندر میں آئے
تیری آشا جوت جگائے
اے سونے مندر کے باسی
ہر تہوار یہ چپ چپ داسی
رین بتائے پوجا پاٹ کی
ایسی کالی بے لو لاٹ کی

اچھے اچھے ماہر بت گر خوب دکھائیں فن کے جوہر
جو بت بھی محنت سے تراشے
بہہ گئے کیسے بن کر لاشے
بھولی بسری پاک ندی میں،
بس رہتا ہے تو بن پوجا
اس نا مٹنے جوگ بدی میں
سونے مندر ہی کا دیوتا

○

○

کنڈی کھڑکائے گی جب موت آن
کیا دوں گی میں اس کو دان
وہ میری مہمان
پیش کروں گی اس کو اپنی جان
باسن بھر جل پان

خالی ہاتھ نہ ہرگز اس کو جانے دوں
اس کو میں نذرانے دوں
اپنے خزاں کے دنوں کی بھات
گرمی راتوں کے پھل پات
جو بھی کمایا ہے دن رات
پیش کروں گی دے کر دھیان
آج بچھا کر دستر خوان
کنڈی کھڑکائے جب آن
میری موت، مری مہمان

○

○

میرے مالک کب چاہے ہے اونچے اونچے بول
میرے لفظوں کے یہ بجتے ڈھول
پس گزرے ہے خاموشی میں
من بانی ہو سرگوشی میں

آدمی شاہی منڈی جائیں
بیچیں خریدیں بھیڑ لگائیں
لیکن ایک ادھر یہ میں ہوں
چلتے دھندوں کے اندر یوں
بے وقت اپنی چھٹی کر لوں

پھول اس بگیا میں کھلنے دو
ہو کر نہ ان کی اب یہ رت ہو
دوپہرے مکھیاں آنے دو
شور مچا کر ستانے دو
میرے گھنٹے جائیں گزرتے
پاپ اور پن کی کوشش کرتے
چاہے بیکاری میں ساجن
میں بس ایسی ہی ڈ جاؤں بن
سمجھوں نہ کیسا ہے یہ بلاوا
اچانک یہ کیسا دکھلاوا

○

موت کہ یوں دیتی ہے جیو کٹورا بھر بھر
میری موت آ تو مجھ سے اب سرگوشی کر
میں نے تو ہر دن تیرا رستہ دیکھا ہے
سہہ لی ہے جو بھی دکھ سکھ کی لکھ ریکھا ہے
جو بھی میں ہوں، جو بھی میرے پاس ہے سب کچھ
میرا سارا پیار ہے ساری آس ہے سب کچھ
ہر دم ہے تیری جانب کو ٹھیک روانہ
تیری بھیدی تھاہ میں ان کا ٹھور ٹھکانہ
جاتے جاتے اور نظر اک گر تو ڈالے
کر دوں تجھ کو میں اپنی یہ جان حوالے
دولہا کے لئے پھولوں کے گجرے ہار پروئے
پھیرے ہوئے بابل دیس اب دلہن سے کھوئے

اب یہ اکیلی اپنے ساجن سنگ سدھارے
رات کے پھیلے ہیں سونے اندھیارے

○

مجھ کو یہ معلوم ہے اک دن آئے گا
جب مجھ سے یہ جگ اوجھل ہو جائے گا
جب کے سے جیون چھٹی پر چل دے گا
میری آنکھوں پر اندھیارے مل دے گا
رات یونہی تاروں کا جشن منائے گی
صبح بھی جیسے آتی ہے، یہ آئے گی
پل گھڑیوں کا ساگر لہریں مارے گا
درد ڈبوئے گا اور چین ابھارے گا

اپنی آخری گھڑیوں کا دھیان آتا ہے
وقت کا پردہ آگے سے ہٹ جاتا ہے
موت اجالا تیرا جگ دکھلاتا ہے
اس میں دیکھوں ڈھیروں ڈھیر خزانے ہیں
اور وہاں پہ جو اپنے بیگانے ہیں
کم سے کم پا کر بھی نہیں وہ خالی ہیں
نیچے سے نیچے رہ کر بھی عالی ہیں
میں نے جو لوں چاہا ہے یوں پایا ہے
وہ سب کچھ جھوٹا، وہ سب کچھ مایا ہے
وہ مل جائیں جن چیزوں کو چھوڑا تھا
جن کو ہیچ سمجھ کر یوں منہ موڑا تھا

○

○

میں چھٹی کرتا ہوں ___ مجھ کو
میرے بھائیو رخصت کر دو
تم کو اب آداب کروں میں
تم سے بس اب چلتا ہوں میں
لو یہ گھر کی چابی واپس
اس پر کوئی نہیں دعویٰ بس
تم سے ہوں یہ صرف سوالی
اچھی دو اک باتیں خالی
کالے کونے میرا دیپک
جو روشن جلتا تھا اب تک
بجھنے لگا ہے ___ ہوا سویرا
آ پہنچا ہے بلاوا میرا
کوچ کروں اب یاں سے ڈیرا
میں چھٹی کرتا ہوں، مجھ کو
میرے بھائیو رخصت کر دو

○

○

میں جاتی ہوں شاد رہو تم
سکھیو مجھ کو وداع کہو تم
جگ تک جگ تک کرے سویرا
اجلا اجلا رستہ میرا
مت پوچھو کیا پونجی لے کر
میں نکلی ہوں ایسے سفر پر
میرے دونوں ہاتھ ہیں خالی
دل میں ہے امید سوالی
میں پہنوں گی براہ کا گجرا
پاس نہیں وہ جوڑا سجرا
جو پہنے ہے جانے والا
رستہ بھی کب دیکھا بھالا
اس میں کتنے خطرے کڑکے
من کب میرا ڈر سے دھڑکے
ختم سفر جب ہوگا سارا
تو نکلے گا شام کا تارا
مل جائے گا میرا پیارا،
دھندلکے دھیمے گیت سنائیں
راج محل کی راہ سمجھائیں

○

مجھ کو یاد نہیں وہ پل — جھٹ
آدھی رات میں کھول کے چوپٹ
پار کرا کے جیون چوکھٹ
بھید بھرے جگ میں لے آئی
کس طاقت نے کلی یہ کھلائی
صبح کو پھر یہ نور جو دیکھا
یہ جوبن بھرپور جو دیکھا
یہ نہ لگا کچھ مجھ کو پرایا
میری سمجھ میں بھید نہ آیا
اس نے گود میں بھر لیا مجھ کو
بس جیسے وہ میری ماں ہو
غیر آئے گا موت میں بھی وہ
جس کو میں جانوں ہوں بے ٹوہ
چونکہ ہے زیست مجھے یوں پیاری
موت پہ جاؤں واری واری
جب دائیں چھاتی سے چھڑائے
بچہ روتے قِنیل مچائے
منہ میں لیکن بائیں پائے
تو کیسا ٹِک جائے

○

میں جب دوں گا اپنی جان
آخری بول کہے گی زبان
جو دیکھا اونچا ایوان
واں تک جانا کب آسان

نور کے ساگر کا پاتال
گیت کنول کا واں مکھیال
میں نے پیا، میں خوش انسان
آخری بول کہے گی زبان

یہ دنیا کی روپ سرائے
بے گنتی یہ مورتیں سائے
یاں پر کھیلیں اپنا کھیل
میری نظر کا تو ہو میل
اس سے جس کا روپ نہ رنگ
جیسے چھوتے تو تن ہر انگ
کانپے ہانپے اور تھرائے

جانے وہ گر جائے جان
آخری بول کہے یہ زبان

○

○

جب میں تیری ہمجولی تھی
کون ہے تو، یہ کب بولی تھی
ڈرتی اور نہ شرماتی تھی
زندگی دل کو گرماتی تھی
صبح سویرے تیرا آنا
اور مجھے سوتے سے جگانا
جیسے میری اپنی سہیلی
وادی وادی پھر یں کھیلی
تیرے سنگ جہاں لے جاتے
جیسے کھیلے اور کھلائے
وہ دن، میں نے پرواکب کی
تیرے گیتوں کے مطلب کی
تونے کوئی تان اُڑائی
میں نے بس آواز ملائی
تال پہ جھٹ میرا دل جھوما
کھیلا حال یہ، ناچا گھوما
کھیل سمجھے جو ختم ہوا اب
منظر یہ کیا جھٹ بدلا سب
یہ دنیا آنکھوں کو جھکاکر تیرے پاؤں پڑی گھبراکر
اور ہیں تارے گم سم سارے

○

○

میں ہارا ہوں — اس کے بدلے تجھ کو یار
میں پہناؤں سب انعام کے گجرے ہار
میری کب ایسی یہ ہمت اور مجال
میں بچ بھاگوں — جو چاہے کر دے پامال
اپنا حشر پتہ ہے ہو جاؤں گا خوار
ڈھے جائے گی میری شیخی کی دیوار
درد سے جیون توڑے گا اپنی زنجیر
سسکے گی سبکی سے نرسل کے مزمیر
اشکوں میں پتھر پگھلیں گے ہو کر موم
ہے مجھ کو معلوم ———
کنول کی ساری پنکھڑیوں کے ہونٹ کبھی ہوں گے بند
اس کے اوجھل کونوں سے نکلیں گے مصری قند
نیلے گگن سے میرے اوپر چھا نکلے گا اک نین
خاموشی سے مجھ کو بلا لے گا۔ وہ ہوگا بین
میرے لئے کچھ بھی نہ رہے گا کوئی بھی تو چیز
موت بنے گی مجھ کو تیرے پیروں کی دہلیز

○

○

جب چھوڑوں پتوار　　یہ جانوں ہیں یار
جب تو لے یہ سنبھال　　جو چلنی ہے چال
جھٹ اس پر تیار　　کوشش ہے بیکار
دیکھ اٹھالے ہاتھ　　کوئی نہ دے گا ساتھ
لے من ہار اب مان　　بلکہ تو ایسا جان،
یہ ہیں تیرے بھاگ　　اور لگاؤ لاگ
کچھ مت کر اب آپ　　بیٹھا رہ چپ چاپ
پون کا جھونکا آئے　　تیرا دیپ بجھائے
جتن کا ہے یہ فضول　　جلانا جاؤں بھول
اب نہ بنوں نادان　　اندھیرا ہی لوں تان
بیٹھوں آس لگائے　　اپنی کھاٹ بچھائے
تیری خوشی بھگوان
جب چاہے اس آن
چپکے سے بے دھیان
کر لے یاں استھان

○

روپ انوپ کے ساگر میں نیچے تک غوطے ماروں
لے آؤں بہروپی موتی، ہر دم آس وچاروں
ناہیں گھاٹ سے گھاٹ لئے جاؤں یہ ٹوٹی ناؤ
بیتے دن جب مجھ سے کھیلیں تھے لہروں کے بہاؤ
موت نہیں ہے واں، میں چاہوں جس جا مر کر جاؤں
تھاہ نہیں ہے جس کی واں جانے کی اجازت پاؤں

بے تانوں کے تار کریں واں راگنی کی گونجار
اس نگری میں جاؤں لے کر اپنا جیون ستار
اور کروں اک سار ہمیشہ ان تانوں سے تان
ہو جائے جب آخری بولوں کی خاموش زبان

اپنی ستار دھروں میں اس کے پیروں میں جب چاپ
جس کی صدا آواز نہ کوئی جس کی چاپ نہ تھاپ

○

میں جیون بھر گیت سناؤں
گاؤں گا کر تجھ کو پاؤں
لے کر گھومے مجھ کو گھر گھر
ان سے یہ وشواش اپنے پر
ان سے میں بیدار ہوا تھا
جگ کو پایا اور چھوا تھا
ان گیتوں نے مجھے پڑھایا
جو جانا ان ہی نے سکھایا
سب او جھل رستے دکھلائے
دل میں تارے سے چمکائے
مجھ کو گیت چلاتے آتے
دکھ سکھ کی بستی تک لائے
اب پہنچے یہ مجھ کو لے کر
کیسی حویلی کی چوکھٹ پر

میرے سفر کی شام ہوئی ہے
دوڑ اور بھاگ تمام ہوئی ہے

○

جب تیرا پردہ سرکایا   میں لوگوں میں کیا اترایا
جو کھینچے خط اور لکیریں
ابھری ہیں تیری تصویریں
مجھ سے پوچھیں لوگ آ آ کر
"کون ہے یہ" اور میں ہوں ششدر
آخر ان کو کیا بتلاؤں
صاف انہیں پھر کہہ دیتا ہوں
"یہ تم کو بتلا نہیں سکتا"
اور ان میں کوئی نہیں تھکتا
کرتا مجھ پہ تھو پھٹکاریں
یوں وہ مجھ پر غصّہ اتاریں
ایسے تیری بانی گاؤں   لیکن میں بیٹھا مسکاؤں
اس کو امر یوں کرتا جاؤں
پھر بھی اک پوچھے بولے   گو یہ سارے نکتے کھولے
تو ہم کو سب بات بتادے
یہ معنی مطلب سمجھادے
دوں تو جواب ان کو اب کیا دوں   اس پر میں حیراں ہوتا ہوں
پھر بولوں جانے کوئی کب
جو ہیں ان کے معنی مطلب
نفرت سے وہ سارے مجھ پہ   یہ سنتے ہیں تو پھر ہنس کر
چل دیتے ہیں تیوڑی چڑھائے
اور تو واں بیٹھا ۔ مسکائے

تیرے آگے سر خم یار
تو ہے میرا پالن ہار
میں ہوں تیرا سیس نواس   جاگا ہے میرا احساس
ساون رت کے ابر سمان   نیچے جس کی آج مچان
بن میں برسے میگھ پھہار   من آیا ہے میت دوار
تیرے آگے سر خم یار
تو ہے میرا پالن ہار
گھل مل گیتوں کی ہر تان   ایک کریں سارا ہیجان
کرے یہ لے کر اک طوفان
چپ ساگر کی سمت خرام
تجھ کو کرتا ایک سلام
جیسے کر کے گھر کو یاد
اندر سے دل ہوں ناشاد
دن رات اک کونجوں کی ڈار
گھونسلوں کا رُخ کر کے پار
جاتی ہو سوئے کہسار
ایسے سفر کی راہ گزار
زیست مری ہے، ہوشیار
جہاں اسے مل جائے دوام
تجھ کو کر کے ایک سلام

PRINTED BY

NIZAM PRINTING PRESS

B/S QISSA KHAWANI PESHAWAR PH: 214168